تنظیم اسلامی کا ترجمان

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

www.tanzeem.org

11

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

مسلسل اشاعت کا
31واں سال

11 تا 17 شعبان المعظم 1443ھ/15 تا 21 مارچ 2022ء

باجماعت نماز: جماعتی نظم کا کامل نمونہ

جماعت سے مقصود افراد کا ایک ایسا مجموعہ ہے، جس میں اتحاد، ائتلاف، امتزاج اور نظم ہو۔ انبوہ اور بھیڑ کا نام جماعت نہیں ہے...... پانچ وقت کی جماعت نماز میں جماعتی نظام کا پورا پورا نمونہ مسلمانوں کو دکھلا دیا گیا ہے، کیونکہ نماز ہی وہ عمل عظیم ہے جو اسلام کے تمام عقائد و اعمال کا جامع ترین نمونہ ہے۔ کس طرح سینکڑوں ہزاروں منتشر افراد مختلف مقاموں، مختلف جہتوں، مختلف شکلوں اور مختلف لباسوں میں آتے ہیں، لیکن یکا یک صدائے تکبیر سب کے انتشار کو ایک کامل اتحادی جسم میں تبدیل کر دیتی ہے۔ یہاں تک کہ ہزاروں اجزاء کا یہ منتشر مواد بالکل ایک جسم واحد کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ سب کے وجود ایک ہی صف میں جڑے ہوئے، سب کے کاندھے ایک دوسرے سے ملے ہوئے، سب کے قدم ایک ہی سیدھ میں، سب کے چہرے ایک ہی جانب۔ قیام کی حالت ہے تو سب ایک جسم واحد کی طرح کھڑے ہیں۔ جھکاؤ ہے تو تمام صفیں بیک وقت جھکی ہوئی ہیں۔ ظاہر کے ساتھ باطن بھی یکسر متحد و ممزوج۔ سب کے دل ایک ہی کی یاد میں محو، سب کی زبانیں ایک ہی کے ذکر میں مترنم، پھر دیکھو، سب کے آگے صرف ایک ہی وجود امام کا نظر آتا ہے، جس کے اختیار میں جماعت کے تمام اعمال و افعال کی باگ ہوتی ہے۔ جب چاہے سب کو جھکا دے، جب چاہے سب کو اُٹھا دے۔

مسئلہ خلافت
مولانا ابوالکلام آزاد

(18)

اس شمارے میں

پاکستان کے داخلی اور خارجی مسائل
پاکستان کا معاشرتی نظام

کائنات کی وسعت:
وجود باری تعالیٰ کی دلیل

روس یوکرائن جنگ اور اس کے نتائج

عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بحیثیت......

ظلمت رات کی....!

ماہِ رمضان المبارک کے دوران
دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگراموں کی تفصیل

الہدیٰ

ڈاکٹر اسرار احمدؒ 977

اپنے اعمال پر بھروسا نہ کر بیٹھو!

سُوْرَۃُ الْفُرْقَان | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 65 تا 66

وَالَّذِیۡنَ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا اصۡرِفۡ عَنَّا عَذَابَ جَہَنَّمَ ٭ۖ اِنَّ عَذَابَہَا کَانَ غَرَامًا ﴿۶۵﴾ٖۖ اِنَّہَا سَآءَتۡ مُسۡتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ﴿۶۶﴾

آیت ۶۵: ﴿وَالَّذِیۡنَ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا اصۡرِفۡ عَنَّا عَذَابَ جَہَنَّمَ ٭ۖ اِنَّ عَذَابَہَا کَانَ غَرَامًا ﴿۶۵﴾﴾ ’’اور (اس کے باوجود) وہ لوگ دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ! عذابِ جہنّم کو ہم سے پھیر دے‘ یقیناً اس کا عذاب چمٹ جانے والی شے ہے۔‘‘

سورۃ النور میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے مقرب بندوں کی ایسی ہی کیفیت بیان فرمائی ہے: ﴿یَخَافُوۡنَ یَوۡمًا تَتَقَلَّبُ فِیۡہِ الۡقُلُوۡبُ وَالۡاَبۡصَارُ ﴿۳۷﴾﴾ ’’وہ ڈرتے رہتے ہیں اس دن (کے خیال) سے جس میں دل اور نگاہیں الٹ دیے جائیں گے‘‘۔ یعنی اگرچہ وہ اپنی ہر مصروفیت پر اللہ کے ذکر کو ترجیح دیتے ہیں اور ہر حالت میں نماز قائم کرتے ہیں‘ مگر اس سب کچھ کے باوجود بھی وہ احتسابِ آخرت کے خوف سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں۔

آیت ۶۶: ﴿اِنَّہَا سَآءَتۡ مُسۡتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ﴿۶۶﴾﴾ ’’یقیناً وہ بہت بُری جگہ ہے مستقل ٹھکانے کے لیے بھی اور عارضی قیام کے لیے بھی۔‘‘

دنیا میں عام طور پر انسانی طبیعت کا خاصہ ہے کہ وہ ہر دم تبدیلی چاہتا ہے۔ تبدیلی کے طور پر وہ تھوڑی دیر کے لیے بُری سے بُری جگہ پر بھی تفریح محسوس کرتا ہے اور اگر اسے اچھی سے اچھی جگہ پر بھی مستقل رہنا پڑے تو وہاں اسے بہت جلد اکتاہٹ محسوس ہونے لگتی ہے۔ اس کے برعکس جنّت اور جہنّم کی کیفیت یکسر مختلف ہے۔ قرآن کے مطابق جنّت ایسی پُرکشش جگہ ہے کہ وہاں مستقل رہنے کے باوجود اہلِ جنّت کو اس کی دلچسپیوں اور رعنائیوں میں ذرّہ بھر کمی محسوس نہیں ہوگی اور جہنّم میں اگر کوئی انسان ایک لمحہ کے لیے بھی چلا گیا تو وہ اپنی ساری سختیاں اس پر اسی ایک لمحے میں ظاہر کر دے گی۔

درس حدیث

کسی کو حقیر نہ جانو

عَنْ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((رُبَّ اَشۡعَثَ مَدۡفُوۡعٍ بِالۡاَبۡوَابِ لَوۡ اَقۡسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ)) (صحیح مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’’کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ چکٹ اور پراگندہ بال غریب‘ جسے دروازوں پر سے دھکیل دیا جاتا ہے اگر وہ اللہ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم پوری کر دیتا ہے۔‘‘

تشریح: اس حدیث میں غریب سے مراد وہ لوگ ہیں جو مال و متاع سے محروم ہونے کی وجہ سے پریشان حال ہوتے ہیں۔ ان کے سر کے بال میلے کچیلے اور بکھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اگر وہ بالفرض کسی کھاتے پیتے گھر کے دروازے پر کھڑے ہوں تو ان کو دھکے دے کر وہاں سے نکال دیا جاتا ہے۔ وہ مالدار نہ ہونے کی وجہ سے پریشان حال تو ہوتے ہیں لیکن پریشان خاطر نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان میں سے بعض بڑے وقیع اور صالح ہوتے ہیں۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر کسی کام کے ہونے کی قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ ان کی لاج رکھنے کے لئے ان کی بات پوری کر دیتا ہے۔

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظام خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

11 تا 17 شعبان 1443ھ جلد 31
15 تا 21 مارچ 2022ء شمارہ 11

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دار الاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

پاکستان کے داخلی اور خارجی مسائل (قسط:18)
پاکستان کا معاشرتی نظام

پاکستان کے داخلی اور خارجی مسائل پر بات کرتے ہوئے ہم سیاسی اور معاشی لحاظ سے تفصیلی جائزہ لے چکے ہیں۔ معیشت کے حوالے سے ہم نے نہ صرف اپنا نقطۂ نظر پیش کیا بلکہ اُن تمام کاوشوں کا ذکر بھی کیا جو سود کی لعنت کو ختم کرنے کے لیے دینی جماعتیں کر رہی ہیں اور اگر یہ بھی کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ وہ عدالتی اور سیاسی محاذ پر باقاعدہ ایک جنگ لڑ رہی ہیں۔ ان ساری تفصیلات میں جانے کی ضرورت ہم نے اس لیے محسوس کی کہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ نے جن صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے انسانوں کو آگاہ کیا ہے اُن میں سودی لین دین وہ واحد گناہ ہے جسے اللہ نے اپنی آخری کتاب قرآن پاک میں اپنے اور اپنے رسول ﷺ کے خلاف جنگ قرار دیا ہے۔ قرآن پاک میں اللہ رب العزت اسلامی معیشت کا ذکر اگرچہ مختصر لیکن انتہائی جامع، زوردار اور فیصلہ کن انداز میں کرتا ہے اور کسی قسم کی حیل و حجت قبول نہیں کرتا۔ اب ہم پاکستان کے داخلی اور خارجی مسائل میں معاشرتی بگاڑ نے جو رول ادا کیا ہے اس کا ذکر کریں گے۔

قرآن پاک کا ہر قاری جانتا ہے کہ اس آخری آسمانی صحیفے میں جتنی تفصیل سے اور جتنے واشگاف انداز میں انسان کے معاشرتی معاملات کا ذکر ہے اُس کا عُشرِ عَشیر بھی انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے کسی دوسرے گوشے کا نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ آخری نبی اور اسلام آخری دین ہے۔ لہٰذا قرآن پاک اور احادیثِ مبارکہ کے ذریعے اگرچہ زندگی کے انفرادی اور اجتماعی تمام گوشوں پر انسان کو بھرپور تعلیمات اور ہدایات دے دی گئیں۔ لیکن خاص طور پر معاشرتی اور سماجی سطح پر اسلام ایک واضح اور مکمل نقشہ سامنے لاتا ہے اور گھر کو بنیادی یونٹ قرار دے کر اہل خانہ کی دینی تعلیم و تربیت پر اصرار کرتا ہے تاکہ ایک صالح معاشرہ کی بنیاد پڑ سکے۔ یہ اسی تربیت کا اثر تھا کہ یہ دعویٰ کیا جاسکتا تھا کہ اکیلی اور نہتی عورت بھی دور دراز کا سفر کرے تو کوئی اُس کی طرف میلی آنکھ سے دیکھنے کی جرأت بھی نہیں کرسکتا۔ لیکن جب سے دنیا پر مغرب اور اس کی تہذیب کا غلبہ ہوا ہے تو وہ تمام معاشرتی و سماجی اقدار جو انسان کو اشرف المخلوقات بناتی ہیں رفتہ رفتہ انسانوں کے کردار و عمل سے محو ہوتی جارہی ہیں اور ان کی جگہ غیر انسانی، غیر اخلاقی اور حیوانی خصائل پر مبنی عادات و خصائل نے لے لی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ غالب قوم مغلوب قوم پر تہذیبی اور ثقافتی لحاظ سے بھی اثر انداز ہوتی ہے۔ برصغیر ہند انیسویں صدی سے بیسویں صدی کے وسط تک انگریز کے زیر تسلط رہا۔ بدقسمتی سے انگریز نے دوسری غالب قوتوں سے ایک قدم آگے بڑھ کر اپنی تہذیب اہل ہند پر مسلط کرنے کی کوشش کی۔ برصغیر میں دو بڑی قومیں بستی تھیں: ہندو اور مسلمان۔ ہندو تو صدیوں سے بیرونی قوتوں کا غلام تھا۔ اُن کا تو محض آقا تبدیل ہوا لہٰذا معاشرتی سطح پر تبدیلی سے انہوں نے کوئی بڑا فرق محسوس نہ کیا۔ جبکہ مسلمانانِ ہند کو پہلی مرتبہ غلامی کا کلادہ اپنی گردن میں ڈالنا پڑا۔ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کے ذریعے ایک باقاعدہ سماجی

نظام عطا فرمایا ہے اور اسلامی تہذیب اسی سماجی نظام پر اُستوار رہی جو اُن کے دین کا لازمی جزو ہے۔ انگریز نے اس فرق کو سمجھتے ہوئے مسلمانوں کو ٹارگٹ کیا۔ عجب بات یہ ہے کہ انگریز کے دورِ حکومت میں مسلمانوں نے انگریز کی ان کوششوں کو زیادہ کامیاب نہ ہونے دیا اور بہت کم لوگوں نے حکمرانوں کی تہذیب اور ان کے طرزِ بود و باش کو اپنایا۔ لیکن بدقسمتی سے قیامِ پاکستان کے بعد ہر گزرتے دن کے ساتھ مسلمانانِ پاکستان نہ صرف مغربی تہذیب اور انگریزی طرزِ زندگی سے متاثر ہوتے چلے گئے بلکہ یہ کہنا ہرگز مبالغہ نہ ہوگا کہ اُنہوں نے مغرب کی بے حیا تہذیب کو خود پر مسلط کر لیا اور اسلامی تہذیب سے ہی نہیں مشرق کی اقدار سے بھی منہ موڑ لیا۔ قیامِ پاکستان کے وقت کی جو تصاویر یا ویڈیوز ہمارے سامنے آتی ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ ان میں مردوں کے لباس ہماری اسلامی اور مشرقی اقدار کے مطابق تھے، شلوار قمیص، پگڑی، تہبند اکثریت کا لباس تھا۔ اسی طرح عورتوں کا لباس بھی ہماری اسلامی اور مشرقی اقدار و روایات کے مطابق تھا، پردہ، چادر اور باحیا لباس یہاں کی معاشرت کا حصہ تھا۔ یہاں تک کہ مسلم علاقوں میں بعض غیر مسلم عورتیں بھی ’’پردہ‘‘ کرتی نظر آتی تھیں جبکہ مسلمان معاشروں میں یہ بھی رواج تھا کہ عورت کو ڈولی میں بٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جایا جاتا تھا۔ یہ اس دور کے معاشرے کی بات ہے جب برصغیر میں انگریز کا تقریباً دو سو سالہ تسلط مکمل ہو رہا تھا۔ کیا آپ سوچ سکتے ہیں کہ انگریز نے اس دو سو سالہ دورِ تسلط میں ہمارے معاشرتی نظام کو بدلنے کی کوشش نہیں کی ہوگی؟ یقیناً کی...... لیکن اس کے باوجود ہماری معاشرت کو وہ تباہ نہ کر سکا۔ اگرچہ قائداعظم محمد علی جناح اور ان جیسے چند بڑے لیڈرز کا لباس مغربی تھا لیکن پاکستان بننے کے بعد ایک دن کے لیے بھی قائداعظم نے مغربی لباس نہیں پہنا بلکہ قائداعظم نے مشرقی طرزِ بود و باش اختیار کر لی۔ وہ سادہ لباس پہنا جو اکثر مسلمان انگریز کے دور میں پہنتے تھے اور مغربی لباس کو مکمل طور پر ترک کر دیا کیونکہ نیا ملک اسلام کے نام پر معرضِ وجود میں آ رہا تھا لہٰذا قائداعظم نے واشگاف الفاظ میں کہا کہ ہمارا آئین قرآن ہے۔ ہونا یہ چاہیے تھا کہ قیامِ پاکستان کے بعد ہماری معاشرت قرآن و سنت کے احکامات کی عملی تعبیر ہوتی لیکن حیرت کی بات ہے کہ ہماری جس معاشرت کو انگریز اپنے دو سو سالہ دورِ تسلط میں تباہ نہ کر سکا وہ آزادی کے بعد ہم لوگوں نے خود مغرب کی نقالی میں تباہ کر ڈالی۔ آج جب ہم بازاروں میں نکلتے ہیں تو ہمیں ہرگز محسوس نہیں ہوتا کہ یہ کوئی اسلامی معاشرہ ہے بلکہ یہ تو مشرقی اقدار کا حامل معاشرہ بھی نظر نہیں آتا۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام دینِ فطرت ہے اللہ تعالیٰ نے ایک مرد اور ایک عورت سے نسلِ انسانی کی پیدائش کا سلسلہ شروع کیا اور دونوں کے حقوق و فرائض متعین کر دیے۔ بحیثیت انسان مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں البتہ ہر ایک کا دائرہ کار مختلف ہے۔ لیکن مغربی تہذیب نے اس نظام کو تلپٹ کر دیا، مرد اور عورت ایک دوسرے کے دائرہ کار میں گھس گئے اور فرائض و حقوق کے حوالے سے غیر فطری انداز اپنا لیا گیا۔ مغرب کا سماجی نظام تو مکمل تباہی و بربادی کا شکار ہو چکا ہے اب مغرب نے اپنی تمام کوششوں کا رُخ اسلامی ممالک کی طرف پھیر دیا ہے تاکہ سوشل انجینئرنگ پروگرام اور دوسرے خوشنما ناموں کے ذریعے ہمارے خاندانی نظام کو بھی تباہ کر دے اور بے حیا معاشرے کو ہم پر مسلط کرنے کی کوشش میں مصروف ہے۔ جب کہ اسلام ایک باعفت و باحیا معاشرہ کی تشکیل چاہتا ہے اور اسلامی تعلیمات میں حیا پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ اہل ایمان مردوں اور عورتوں کو سورۃ النور میں نگاہوں اور شرم گاہوں کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ جو اہل ایمان میں فحاشی پھیلانا چاہتے ہیں اُن کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک سزا ہے۔

آج مسلمانوں کے اندر سے حیا ختم کرنے کے لیے اغیار تو محنت کر ہی رہے ہیں لیکن بدقسمتی سے انہیں ہمارے ہی معاشرے سے بھی ایسے دست و بازو میسر ہیں، جو مغرب زدہ ہیں اور اُس کے سہولت کار بنے ہوئے ہیں۔ بے حیائی کے ایجنڈے کو آگے بڑھانے کے لیے خواتین کو عزت و شرف سے محروم کر کے مردوں کے ہاتھوں ان کا استحصال کرنے اور اشتہاری اشیاء بنانے کے لیے نت نئے پروگرام ترتیب دیے جا رہے ہیں جبکہ قرآن حکیم نے صراحت سے بیان کیا ہے کہ اس اُمت کے خیر اُمت ہونے کی وجہ ہی نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی ذمہ داری ادا کرنا ہے۔ لہٰذا بے حیائی کے اس سیلاب کے آگے بند باندھنا ہماری دینی اور قومی ذمہ داری ہے۔ قومی ذمہ داری اس لیے ہے کہ قیامِ پاکستان کا مقصد یہ تھا کہ ہم یہاں اللہ کے دین کے مطابق اپنا سیاسی، معاشی اور معاشرتی نظام قائم کریں گے۔ قائداعظم نے بار بار اپنے خطبات میں یہی فرمایا کہ بحیثیت مسلمان قوم ہماری طرزِ بود و باش غیر مسلموں سے بالکل الگ تھلگ ہے، ہمارا جینا مرنا، ہماری اقدار و روایات اور رسوم و رواج سب کچھ مختلف ہے۔ صرف اسی مقصد کے تحت مسلمانانِ برصغیر نے پاکستان کے لیے جان و مال کی بے مثال قربانیاں پیش کیں اور اپنے گھر بار، زمین و جائیداد اور کاروبار و ملازمت چھوڑ کر پاکستان کو اپنا وطن بنایا۔ ان عظیم تر قربانیوں کے پس پردہ صرف ایک ہی خواب تھا کہ پاکستان میں سیاسی، معاشی اور معاشرتی طور پر خلافت راشدہ کے دور کی یاد تازہ ہوگی ورنہ ہندوؤں سے الگ ہو کر علیحدہ ملک بنانے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ انفرادی طور پر نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کا اہتمام تو متحدہ ہندوستان میں بھی ہو رہا تھا۔ لہٰذا بحیثیت پاکستانی قوم بھی یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم معاشرتی سطح پر قرآن و سنت کے اصولوں کے مطابق اسلامی معاشرت قائم کرنے کی کوشش کریں۔ (جاری ہے)

کائنات کی وسعت: وجودِ باری تعالیٰ کی دلیل

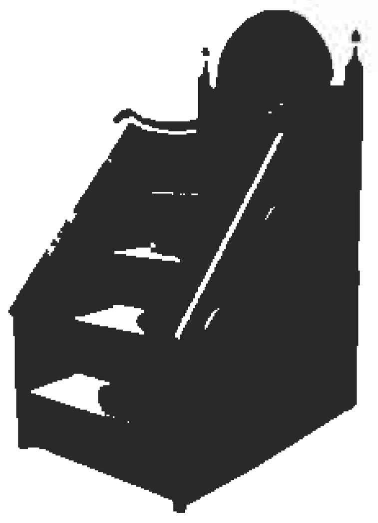

(سورۃ الواقعہ کی آیات 75 تا 77 کی روشنی میں)

جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾ کے 25 فروری 2022ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابو ابراہیم

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

قرآن مجید کے سلسلہ وار مطالعہ کے ضمن میں آج ہم ان شاء اللہ سورۃ الواقعہ کے تیسرے رکوع کا مطالعہ شروع کریں گے۔اس سورت میں آخرت کے بیان کے ساتھ ساتھ اللہ کی قدرت کی نشانیوں کا بیان ہے اور اب جن آیات کا ہم مطالعہ کرنے جارہے ہیں وہاں قرآن کی عظمت کا بیان ہے۔ارشاد ہوا:

﴿فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ۝۷۵﴾ ''پس نہیں! قسم ہے مجھے ان مقامات کی جہاں ستارے ڈوبتے ہیں۔''

یہ قرآن حکیم کا وہ مقام ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے قسم اٹھا کر اس کائنات کی ایک بہت بڑی حقیقت کو بیان فرمایا ہے۔اس حقیقت کے بیان کا پس منظر یہ ہے کہ مشرکین اور کفار نبی اکرم ﷺ کی دعوت اور آخرت کا انکار کررہے تھے، کبھی وہ کہتے کہ مرنے کے بعد کوئی دوبارہ زندہ نہیں ہوگا، کبھی وہ الزام لگاتے کہ یہ قرآن ان کا اپنا بنایا ہوا کلام ہے۔اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں بہت بڑے بڑے حقائق بیان فرمائے ہیں اور انہیں میں سے ایک آفاقی حقیقت یہ بھی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ایک بہت بڑی زندہ حقیقت کی قسم اُٹھا کر بیان فرمایا۔قسم ہمیشہ ایک زندہ حقیقت کی اُٹھائی جاتی ہے جس کا انکار ممکن نہ ہو۔اسی لیے اسلام ہم سے تقاضا کرتا ہے کہ جب ہم قسم اُٹھائیں تو صرف اللہ کی قسم اُٹھائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کائنات کی سب سے بڑی حقیقت ہے، وہ خالق کائنات ہے۔وہ اگر قسم نہ بھی اُٹھائے تو اس کی ہر بات سچی ہے لیکن انسانوں کو متوجہ کرنے کے لیے، ان کے دماغ کو جھنجوڑنے کے لیے اللہ تعالیٰ جس چیز کی قسم اُٹھاتا ہے وہ اس کائنات کی کوئی ایسی حقیقت ہوتی ہے جس کا کوئی بھی انسان انکار نہیں کرسکتا۔یہاں فرمایا:

﴿فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ۝۷۵﴾ ''پس نہیں! قسم ہے مجھے ان مقامات کی جہاں ستارے ڈوبتے ہیں۔''

ایک ہے ستاروں کا غروب ہونا اور ایک ہے ڈوب جانا۔ہم دیکھتے ہیں کہ سورج ہر روز غروب ہوتا ہے اور ہر روز پھر طلوع ہوجاتا ہے۔یہ بھی ایک حقیقت ہے لیکن اس سے بھی بڑھ کر ایک بڑی حقیقت یہ ہے کہ جس طرح انسان پیدا ہوتا ہے تو ایک دن مرجاتا ہے، اسی طرح یہ سورج، چاند، ستارے اور سیارے بھی ایک دن فنا ہوجائیں گے۔ہر سیارے اور ستارے کی ایک عمر ہے اور وہ اللہ کو معلوم ہے۔

آج جدید سائنس نے ترقی کی تو معلوم ہوا کہ کائنات میں بلیک ہولز ہیں جہاں ستارے ڈوب کر فنا ہوجاتے ہیں اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کو آج کا انسان دیکھ سکتا ہے، مشاہدہ کرسکتا ہے اس لیے اس حقیقت کو اب جھٹلانا ناممکن ہے۔اتنی بڑی زندہ حقیقت کی قسم اُٹھا کر جو بیان کیا جارہا ہے آخر اس کی کوئی تو اہمیت ہوگی؟

یہاں پہلی بات یہ ہمارے ذہن نشین ہونا چاہیے کہ یہ جو ستاروں کا نظام چلتا ہوا دکھائی دیتا ہے، ان کا طلوع ہونا، غروب ہونا، یہ ایک مربوط نظام کے تحت ہے اور یہ نظام خود بخود قائم نہیں ہوگیا اور نہ اسے کسی انسان نے قائم کیا ہے بلکہ اس نظام کو بنانے والا کوئی ہے جس کو پہچان لینے کی دعوت قرآن دے رہا ہے۔اس پورے نظام کے اندر اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں موجود ہیں، ان نشانیوں پر غور وفکر کی دعوت قرآن دیتا ہے۔

بعض قومیں ستاروں کی پرستش کرتی ہیں اور بعض ان سے اپنی قسمت وابستہ کرتی ہیں۔آج بھی دیکھ لیجئے اخبارات و رسائل میں ''یہ ہفتہ کیسا گزرے گا؟''، ''دن کیسا گزرے گا؟''، ''ستاروں کی روشنی میں قسمت کا حال'' وغیرہ جیسے تصورات اور عنوانات کے تحت لوگوں کو شرک کی دعوت دی جاتی ہے اور یہ پاکستان کے قومی اخبارات میں بھی ہو رہا ہے، وہ پاکستان جو کلمہ طیبہ کے نام پر بنا تھا۔

''پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ''

آج اسی پاکستان میں ستاروں کی پرستش اور شرک کی دعوت کھلے عام دی جارہی ہے۔جبکہ ہمارے لیے ہدایت اور راہنمائی حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کو بھیجا تھا۔

﴿الٓمّٓ ۝۱ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ ۚۖ فِیْہِ ۚۛ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ۝۲﴾ (البقرہ) ''یہ الکتاب ہے اس میں کچھ شک نہیں''۔یا ''یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں۔''

قرآن ہمیں ہدایت دے رہا ہے کہ جو سورج، چاند، ستارے خود غروب ہوجاتے ہیں، وہ ستارے جو خود ڈوب جاتے ہیں، فنا ہوجاتے ہیں وہ آپ کی قسمت کے ضامن کیسے ہوسکتے ہیں؟ کیا تم عقل نہیں رکھتے؟

سورۃ الانعام میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر فرمایا۔ان کی قوم ستارہ پرستی کے شرک

میں بھی مبتلا تھی۔ قوم کو سمجھانے کے لیے انہوں نے ایک سوالیہ انداز اختیار کیا اور کہا کہ دیکھو! یہ ستارے تو ڈوب جاتے ہیں، یہ معبود کیسے ہو سکتے ہیں؟ جو غروب ہو جائے، جو ڈوب جائے وہ معبود کیسے معبود ہو سکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے ایک بہت بڑی حقیقت کی قسم اُٹھا کر کفار و مشرکین کے ان باطل تصورات کا رد کر دیا، یہ کتنی بڑی قسم تھی اس کی حقیقت آج کا انسان سمجھ سکتا ہے لیکن قرآن نے چودہ سو سال پہلے فرمادیا:

﴿وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ﴿٧٦﴾﴾ ''اور یقیناً یہ بہت بڑی قسم ہے اگر تم جانو!''

آج سے چودہ سو سال پہلے کا انسان نہیں جانتا تھا کہ یہ کتنی بڑی قسم ہے، کیونکہ اس وقت کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ کائنات میں کوئی ''بلیک ہولز'' نام کی شے بھی ہے۔ وہ طلوع اور غروب سے واقف تھے لیکن یہاں اللہ تعالیٰ ستاروں کے ڈوبنے کا ذکر فرما کر جتلا رہا ہے کہ یہ بہت بڑی قسم ہے اگر تم جانو!

آج کا انسان جان گیا ہے کہ اس کائنات میں ''بلیک ہولز'' بھی موجود ہیں۔ ان بلیک ہولز کے اندر بڑے بڑے ستارے اور پوری پوری کہکشائیں جا کر ختم ہو جاتی ہیں۔ آج کا انسان قرآن کی روشنی میں زیادہ غور و فکر کر سکتا ہے۔ آج ہم جانتے ہیں کہ نظام شمسی میں ہمارے جتنے بھی سیارے ہیں ان سب سے بڑا سورج ہے۔ یعنی زمین سے تقریباً 13 لاکھ گنا بڑا ہے۔ اندازہ کیجیے کتنا بڑا حجم ہے لیکن اس سے بھی لاکھوں گنا بڑے سورج اور ستارے ہماری گلیکسی میں موجود ہیں، پھر ان کے درمیان فاصلہ کئی کئی لاکھ نوری سال پر مشتمل ہے اور ہماری گلیکسی سے بھی ہزاروں گنا بڑی کہکشائیں اس کائنات میں موجود ہیں۔

آپ اندازہ کیجیے کائنات کی وسعتوں کا اور اس میں زمین کی حیثیت کا بھی اور زمین پر تن کر چلنے والے اور خدائی کا دعویٰ کرنے والے انسانوں کی حیثیت کا بھی اندازہ کیجیے کہ وہ کس قدر غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ اتنی بڑی بڑی کہکشائیں کہ جن میں ایک ستارے سے دوسرے ستارے کا فاصلہ کئی کئی ارب نوری سال ہو سکتا ہے اور ایک کہکشاں میں کھربوں ستارے ہوں اور ان سب پر مشتمل پوری پوری کہکشائیں جا کر بلیک ہولز میں فنا ہو جائیں تو اندازہ کیجیے کہ اللہ تعالیٰ کس طرف توجہ دلا رہا ہے؟ اور یہ کتنی بڑی قسم ہے جو اللہ اُٹھا کر انسان کو ایک آفاقی حقیقت بتا رہا ہے اور اتنی بڑی قسم اُٹھا کر جو حقیقت اللہ بیان کر رہا ہے وہ کتنی بڑی سچائی اور حقیقت ہو گی؟ فرمایا:

﴿اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ﴿٧٧﴾﴾ ''یقیناً یہ بہت عزت والا قرآن ہے۔''

یہ ہے وہ آفاقی حقیقت جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اتنی بڑی قسم اُٹھائی۔ آج جب سائنس نے ترقی کی ہے اور بلیک ہولز کے بارے میں پتا چلا ہے تو انسان اندازہ کر سکتا ہے کہ اس قرآن کی کتنی عظمت ہے جس نے آج سے چودہ سو سال پہلے یہ بتا دیا۔ آج جو لوگ ان پہلوؤں پر غور و فکر کرتے ہیں ان کی نظر میں قرآن کی کتنی عزت ہو گی۔ ان کے نزدیک یہ نتیجہ نکالنا کوئی مشکل نہیں کہ یہ اللہ کی سچی کتاب ہے اور اس میں جو کچھ بھی بیان ہوا ہے وہ سچ ہے۔

اب یہاں ذرا ہم سوچیں کہ وہ قرآن جس کی اہمیت، عزت اور عظمت پر کائنات کا خالق قسم اُٹھا رہا ہے، اُسی عزت والے، عظمت والے قرآن کے ساتھ ہمارا رویہ کیسا ہے؟ ہمارے دلوں میں قرآن حکیم کی کتنی عزت اور عظمت ہے؟ ہمارے شب و روز میں، ہمارے روزمرہ کے معمولات میں قرآن حکیم کی اہمیت کتنی ہے؟ ہمارے نظام الاوقات میں اس عظیم ترین کتاب کے لیے کتنا وقت ہے؟ ہم نے آخری مرتبہ کب قرآن پاک کی تلاوت کی تھی، کب اس کو سمجھنے کی کوشش کی تھی اور کب جاننے کی کوشش کی تھی کہ اس میں ہمارے لیے کیا رہنمائی ہے؟

ہم نے تو آج اس قرآن کو صرف مردے بخشوانے کا ذریعہ سمجھ لیا۔ کوئی عزیز انتقال کر جائے تو پھر قرآن کھلتا

پریس ریلیز 11 مارچ 2022ء

بھارت کے سپر سونک میزائل کا پاکستانی فضاؤں کی خلاف ورزی کرنا اشتعال انگیز ہے

شجاع الدین شیخ

بھارت کے سپر سونک میزائل کا پاکستانی فضاؤں کی خلاف ورزی کرنا اشتعال انگیز ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ بھارت پاکستان کا ازلی دشمن ہے اور وہ ہر وقت اِس تاک میں رہتا ہے کہ پاکستان کو نقصان پہنچائے۔ تین سال قبل جب بھارت نے بالاکوٹ میں نام نہاد سرجیکل سٹرائک کی تھی تو پاکستان نے اُسے دنداں شکن جواب دیا اور بھارت کے 2 جنگی جہاز مار گرائے۔ اُنہوں نے کہا کہ پاکستان کی فضائی حدود کی حالیہ خلاف ورزی اور میاں چنوں کے شہری علاقہ میں سپر سونک میزائل کا گرنا اس بات کی واضح نشاندہی کرتا ہے کہ بھارت پاکستان کے خلاف کھلی جارحیت پر تُلا ہوا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ اگرچہ یہ میزائل غیر مسلح تھا لیکن اس سے نہ صرف شہریوں کی جان و مال کا بڑے پیمانے پر نقصان ہو سکتا تھا بلکہ کوئی بڑا فضائی حادثہ بھی ہو سکتا تھا۔ اُنہوں نے کہا کہ اگرچہ پاکستان کی فضائی انتظامیہ نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس میزائل کی ہم نے آغاز سے ہی ٹریکنگ کر لی تھی لیکن پھر بھی اس میزائل کا پاکستان کی حدود میں 124 کلومیٹر آ جانا پاک فضاؤں کے تحفظ کے حوالے سے باعثِ تشویش ہے۔ دشمن دنیا بھر سے جدید اسلحہ خرید رہا ہے اور اُس کا بنیادی ٹارگٹ پاکستان ہے۔ ایسے میں پاکستان کو اپنے ایئر ڈیفنس سسٹم سمیت تمام جنگی صلاحیتوں کو بھرپور انداز میں بڑھانا اور ہمہ وقت ہائی الرٹ رہنا ہوگا تاکہ پاکستان کی سرحدی خلاف ورزیوں کو فوری طور پر نشانہ بنایا جا سکے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

ہے ورنہ سات غلافوں میں بند کر کے طاقِ نسیاں میں رکھ دیا ہے۔ الا ماشاء اللہ! ہم نے اسے صرف ثواب کی کتاب سمجھ لیا۔ سوچینلز جو دن بھر گندگی دکھاتے ہیں وہ بھی صبح ثواب کے لیے ایک گھنٹہ تلاوت لگاتے ہیں یا ترجمہ لگاتے ہیں یا کسی کا بیان لگاتے ہیں۔ اس کے بعد دن بھر ساری دنیا کی فحاشی، بے حیائی، گندگی دکھائی جا رہی ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ وہ لوگ جو ناجائز کاروبار کر رہے ہوتے ہیں، سودی لین دین کر رہے ہوتے ہیں وہ بھی اپنی دوکانوں پر، آفسز پر پیسے دے کر صبح تلاوت کرواتے ہیں۔ جمعرات کے دن اگر بتی وغیرہ بھی جلواتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کا مقصد نزول کیا بتایا تھا: ﴿ھدی للمتقین، ھدی للناس، یھدی للتی ھی اقوم﴾

اس ہدایت کے حصول کا تقاضا یہ تھا کہ ہم اسے سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کریں، اس کا ترجمہ اور تشریح پڑھ کر ہدایت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ خود نہیں پڑھ سکتے تو قرآن کی محافل میں بیٹھ کر سمجھنے کی کوشش کریں، دروس قرآن کی محافل میں شرکت کریں۔ پھر اللہ توفیق دے تو قرآن پاک کی زبان بھی سیکھیں۔ آج ہم اپنے بچوں کو انگریزی، چائنی، جاپانی، جرمن زبانیں سیکھنے کے لیے بھیجتے ہیں۔ کل قیامت کے روز اللہ پوچھے گا کہ قرآن تمہاری رہنمائی اور ہدایت کے لیے ہی نازل کیا تھا، کیا تم نے قرآن کی زبان بھی سیکھنے کی کوشش کی تھی؟

یہ قرآن صرف ثواب کے لیے نہیں آیا بلکہ اس کی تعلیمات اور تقاضوں پر عمل پیرا ہو کر زندگی گزارنا، اس کی تعلیمات کے مطابق اپنا سیاسی، معاشی اور معاشرتی نظام قائم کرنا اصل مقصود ہے۔ یہ قرآن اپنے احکامات کے نفاذ اور اقامت کا تقاضا کرتا ہے۔ اس کے احکامات کا نفاذ ہماری انفرادی زندگی میں بھی ہو، ہمارے گھروں میں بھی ہو، ہماری اجتماعی سیاسی، معاشی اور معاشرتی زندگی میں بھی ہو، ہمارے کاروبار، تجارت، ملازمت، ہمارے معاملات میں بھی ہو۔ ہماری عدالتوں میں، بازاروں میں، ریاست میں ہر جگہ قرآن کی تعلیمات کے مطابق نظام قائم ہو۔

یہ مملکت خداداد پاکستان اسی لیے ہم نے حاصل کی تھی کہ یہاں اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی عطا کردہ تعلیمات کے مطابق نظام کو قائم کیا جائے گا۔ پھر اس قرآن حکیم کو ہم مانتے ہیں کہ یہ اللہ کا آخری کلام ہے اور محمد مصطفی ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول ہیں۔ اب ختم نبوت کے بعد انسانیت تک ان تعلیمات کو پہنچانے کی ذمہ داری اس اُمت کی ہے۔ آج انڈیا اور دوسرے ممالک میں شعائر اسلام پر عمل پیرا ہونے پر پابندی لگا دی گئی لیکن پاکستان میں ہم آزاد ہیں، یہاں ہم قرآن کا نظام کم از کم اپنی انفرادی زندگی اور گھروں میں تو قائم کر سکتے ہیں، ہمیں کس نے روکا ہے؟ اگر ہم نماز نہیں پڑھتے، جھوٹ بولیں، ناپ تول میں کمی کریں، ناجائز قبضہ کریں، وراثت کا مال ہڑپ کیا جا رہا ہو، پڑوسی کا حق مارا جا رہا ہو، رشتہ دار کو ستایا جا رہا ہو تو اس میں ہمارا اپنا قصور ہے۔ انڈیا، اسرائیل یا امریکہ کی سازش تو نہیں ہے؟ پھر ہم اپنی زندگیوں میں، اپنے گھروں میں قرآن کا نظام قائم کیوں نہیں کرتے؟

جہاں تک اجتماعی زندگی کے حوالے سے قرآنی احکامات کا تعلق ہے جن میں زکوٰۃ وعشر کی وصولی، سود کا خاتمہ، بے حیائی کا سدِباب، شرعی سزاؤں کا نفاذ، عدل و انصاف کا قیام شامل ہیں تو یہ اجتماعی نظام تب قائم ہو گا جب ہم قرآن کی رہنمائی میں اجتماعی جدوجہد کریں گے۔ یہ بھی ہمارے دینی فرائض میں شامل ہے۔ حضور ﷺ کا اُمتی ہونے کے ناطے اب یہ ہماری ذمہ داری ہے۔ پھر قرآن کا پیغام دوسروں تک پہنچانا بھی ہماری ذمہ داری ہے لیکن دنیا ہماری بات پر غور تب کرے گی جب پہلے ہم خود قرآن کا نظام قائم کر کے دکھائیں گے۔ ورنہ ہم دنیا کو لاکھ سمجھائیں کہ یہ قرآن سب سے بہترین کتاب ہے وہ نہیں مانیں گے، وہ کہیں گے کہ ہمیں دکھاؤ قرآن کا نظام کسی ایک مسلم ملک میں، کہاں ہے؟

آج سود کا نظام سرِ عام پاکستان میں چل رہا ہے، کیا ہم دنیا کو دکھا سکتے ہیں کہ پاکستان میں قرآن کا نظام ہے؟ اسی طرح بے حیائی کا طوفان یہاں پر پھیلا ہو، دنیا کے سارے جرائم ہمارے اپنے معاشرے میں ہوں تو ہم کیا دوسروں کو قرآن کی دعوت دینے کے اہل ہو سکتے ہیں؟ لہٰذا پہلے اپنی زندگی، اپنے گھر بار اور معاشرے میں قرآن کے احکامات کو نافذ کرنا ہوگا۔ ختم نبوت کے بعد یہ ہمارا فرض ہے۔ جتنا ختم نبوت کے عقیدہ کا دفاع کرنا مسلمان پر فرض ہے اتنا ہی ختم نبوت کے تقاضوں کو پورا کرنا بھی ایک مسلمان پر فرض ہے اور یہ تقاضے تب پورے ہوں گے جب ہم قرآن کو پہلے خود سمجھنے اور پڑھنے کی کوشش کریں، اس سے رہنمائی اور ہدایت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ دروس قرآن اور قرآنی محافل میں شرکت کریں۔ نبی اکرم ﷺ کے دور میں خطبہ جمعہ قرآن کو سمجھنے اور سننے کا بہترین ذریعہ تھا:

کان یقراء القرآن ویذکر الناس

آپ ﷺ قرآن پڑھتے اور لوگوں کو قرآن کے ذریعے سے نصیحت فرماتے۔ جمعہ کو جمعہ بنانے والی شے خطاب جمعہ ہے اور خطاب جمعہ کا ایک بہت بڑا حاصل قرآن پاک کے ذریعے تذکیر ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: انسان کے دل پر زنگ چڑھ جاتا ہے جیسے لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ زنگ کیسے دور کریں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کثرت سے موت کو یاد کرو اور کثرت سے قرآن حکیم کی تلاوت کرو۔"

لہٰذا ضروری ہے کہ خطبات جمعہ میں سنت نبوی ﷺ کو زندہ کیا جائے، اردو کے خطبے میں قرآن کا مطالعہ کیا جائے تاکہ لوگوں تک قرآن کا پیغام پہنچ سکے۔ تنظیم اسلامی نے برسوں سے اس روایت کو قائم رکھا ہے۔ تنظیم اسلامی نے بندوں پر قرآن مجید کے حقوق کے حوالے سے بھی کافی آگاہی دی ہے۔ الحمدللہ۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے 1967ء میں ''مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق'' کے عنوان سے ایک کتابچہ لکھا تھا جس کی تکمیل مسجد نبوی میں ہوئی تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے اس میں بہت جامع انداز میں قرآن مجید کے پانچ حقوق بیان کیے ہیں:

1۔ قرآن پر ایمان لایا جائے، زبانی اقرار کے ساتھ دل سے تصدیق بھی ہونی چاہیے۔

2۔ اس کی باقاعدہ تلاوت، آداب کے ساتھ تجوید کا لحاظ رکھ کر کی جائے۔

3۔ اس کو سمجھنے کی کوشش کی جائے تاکہ اللہ تعالیٰ کے احکامات واضح طور پر سامنے آجائیں۔ آخرت کی فکر پیدا ہو جائے۔ اللہ سے تعلق کی مضبوطی کا معاملہ ہو جائے۔ معلوم ہو جائے کہ میری منزل کدھر ہے، میرا خالق کون ہے؟ وہ مجھ سے چاہتا کیا ہے۔ اس کے لیے ترجمہ، تشریح، عربی زبان پر بھی توجہ کرنا لازم ہے۔

4۔ قرآن کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوا جائے۔ انفرادی سطح پر اس کے احکام پر فوراً عمل شروع کیا جائے اور اجتماعی سطح پر اس کے احکامات کے نفاذ کی کوشش کی جائے۔

5۔ اس کے پیغام کو دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کی جائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

❁❁❁

دنیا یونی پولر سے بائی پولر ہوتی ہوئی ملٹی پولر ہونے جا رہی ہے۔ ایسے میں مسلم ممالک کو مختلف بلاکس میں ٹھوکریں کھانے کی بجائے متحد ہو کر خود ایک بلاک بنانا چاہیے: ایوب بیگ مرزا

یوکرائن نے عوامی جمہوریہ لوہانسک اور ڈونسک پر حملہ کر کے 20 ہزار لوگوں کو قتل کیا اور ان علاقوں میں روسی زبان اور کلچر پر بھی پابندی لگائی، علاوہ ازیں امریکہ، یورپی یونین، نیٹو نے مل کر چاروں طرف سے روس کا گھیراؤ شروع کیا تو خطے میں جنگ چھڑ گئی: رضاء الحق

روس یوکرائن جنگ اور اس کے نتائج کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: یوکرائن پر روسی حملے کو تین ہفتے ہونے کو ہیں، پوری دنیا میں اس حملے کی بہت زیادہ مذمت کی جا رہی ہے، حتیٰ کہ روس میں بھی ہزاروں لوگ جنگ مخالف مظاہرے کر رہے ہیں اور روسی حکومت ان کو پکڑ پکڑ کر قید میں ڈال رہی ہے۔ کیا روس یوکرائن پر حملہ کرنے میں حق بجانب تھا؟

رضاء الحق: ہر جنگ کا ایک تاریخی پس منظر ہوتا ہے۔ روس یوکرائن جنگ کے حوالے سے مغربی میڈیا ایک طرف کی کہانی سنا رہا ہے کہ روس ظالم بن کر حملہ آور ہوا ہے اور اس کو اس کا کوئی حق نہیں تھا، اس کی وجہ سے یوکرائن میں بہت ساری ہلاکتیں ہو رہی ہیں، یہ کہ دوسری جنگ عظیم سے لے کر اب تک روس ہی جارح رہا ہے وغیرہ لیکن مغربی میڈیا کے پروپیگنڈا سے ہٹ کر دیکھا جائے تو بہت سارے دوسرے عوامل بھی صاف دکھائی دیتے ہیں۔ 2014ء میں عوامی جمہوریہ ڈونسک اور عوامی جمہوریہ لوہانسک یوکرائن سے علیحدہ ہو گئے تھے۔ ان دونوں ملکوں کو دنیا نے تسلیم نہیں کیا تھا اور یوکرائن نے ان علاقوں پر حملے کر کے 20 ہزار روس نواز لوگ قتل کر دیے اور پھر ان علاقوں میں روسی زبان اور کلچر پر بھی پابندی لگا دی تھی۔ اس کے ردعمل میں ان علاقوں کے لوگوں نے روس کو مدد کے لیے پکارا۔ روس نے ان دونوں ملکوں کو 21 فروری 2022ء کو تسلیم کر لیا اور تین دن بعد یوکرائن پر حملہ کر دیا۔ دوسری بات یہ کہ 1991ء میں سوویت یونین کے ٹوٹنے کے بعد آخری سوویت صدر گورباچوف، امریکی صدر بش سینئر، برطانوی وزیراعظم مارگریٹ تھیچر اور جرمن چانسلر ہیلمٹ کول وغیرہ کے درمیان بلگریڈ معاہدہ ہوا تھا کہ سوویت یونین کی تحلیل کے بعد نیٹو مشرقی یورپی سابق سوویت ریاستوں میں کی طرف اپنا پھیلاؤ نہیں کرے گا لیکن امریکہ اور یورپ نے معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے 1999ء میں پولینڈ، ہنگری اور چیکوسلواکیہ تک کو نیٹو کا ممبر بنا لیا۔ اس پر روس نے احتجاج کیا تو انہوں نے بہانہ بنایا کہ یہ کوئی لکھا ہوا معاہدہ نہیں تھا حالانکہ بہت سارے لوگوں کی آٹو بائیوگرافی سے اس معاہدے کی تصدیق ہوتی ہے۔ پھر 2006ء میں مشرقی یورپ کے مزید چھ ممالک کو بھی نیٹو میں شامل کر لیا گیا جس پر روس نے دوبارہ احتجاج کیا کہ ایسا نہ کریں۔ لیکن یورپ باز نہیں آیا۔ حالانکہ ان کے تھنکرز بالخصوص ہنری کسنجر اور میر شائمر یورپ کو خبردار کرتے رہے کہ روس کو اس طرح کارنر نہ کرو ورنہ وہ بھی جواب دے گا۔ لیکن اس کے باوجود 2009ء میں البانیہ اور مونٹی نیگرو کو بھی نیٹو کا حصہ بنا دیا گیا۔ پھر 2017ء میں دو مزید ممالک کو بھی شامل کر لیا گیا۔ حتیٰ کہ 2021ء میں نیٹو نے بوسنیا، کوسوو اور یوکرائن کو بھی اپنا حصہ بنانے کا اعلان کر دیا۔ اس پر روس نے کہا کہ یہ میرے لیے ریڈ لائن ہے۔ کیونکہ روس کے تجارتی معاملات یعنی گرم پانیوں تک رسائی کے لیے یوکرائن بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اس وجہ سے آخر کار روس کو یہ انتہائی قدم اٹھانا پڑا۔ ظاہر ہے وہ تمام ممالک جن کی سرحدیں روس کے ساتھ لگتی ہیں وہاں نیٹو اسلحہ سے لیس ہو کر بیٹھ جائے گا یعنی روس کا چاروں طرف سے گھیراؤ کر دیا جائے گا تو پھر روس کے پاس صرف ایک ہی راستہ بچتا ہے کہ وہ یوکرائن میں موجود روس مخالف قوتوں کو کسی نہ کسی طرح نیوٹرلائز کر دے۔

سوال: 24 فروری سے پہلے تمام یورپی ممالک اور امریکہ یوکرائن کا ساتھ دینے کا دعویٰ کر رہے تھے لیکن جیسے ہی روس نے حملہ کیا تو کسی نے بھی اس کا ساتھ نہیں دیا۔ آپ کے خیال میں مغرب نے ایسا رویہ کیوں اختیار کیا؟

ایوب بیگ مرزا: یوکرائن کے صدر زلنسکی صدر بننے سے پہلے ایک اچھے کامیڈین اداکار ضرور رہے ہوں گے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ انہیں تاریخ سے کوئی شغف نہیں ہے۔ یوکرائنی صدر کو معلوم ہونا چاہیے تھا کہ امریکہ سمیت تمام بڑی طاقتوں کی اپنی ایک تاریخ ہے، انہیں صرف اپنا مفاد عزیز ہوتا ہے، اپنے مفاد کی خاطر وعدہ خلافی کرنا ان کے نزدیک کوئی مسئلہ نہیں ہوتا اور امریکہ تو اس حوالے سے سرفہرست ہے۔ بے شرمی سے وعدہ خلافی کرنا اور وعدہ خلافی کو قومی خدمت قرار دینا امریکیوں کا شیوا ہے۔ 1962ء میں سوویت یونین نے کیوبا میں میزائیل لگائے تو کینیڈی نے سوویت یونین کو دھمکی دی کہ یہ میزائیل ہٹا لو ورنہ ہم ایٹمی جنگ شروع کر دیں گے۔ سوویت یونین پیچھے ہٹ گیا۔ اسی طرح حالیہ دور میں امریکہ شام میں بشار الاسد کو گرانے کے لیے نکلا تھا بلکہ اس کو تقریباً گرا چکا تھا لیکن روس پوری طاقت کے ساتھ سامنے آ گیا تو امریکہ پیچھے ہٹ گیا۔ 1965ء میں امریکہ پاکستان کا حلیف تھا اور پاکستان سیٹو سینٹو کا رکن بھی تھا لیکن پاک بھارت جنگ میں امریکہ نے پاکستان کی بجائے انڈیا کی مدد اس طرح کی کہ پاکستان کو اسلحہ دینا بند کر دیا اور بہانہ بنایا کہ انڈیا اور پاکستان دونوں کو اسلحہ نہیں دیا جائے گا۔ حالانکہ انڈیا تو روس سے اسلحہ لیتا تھا، امریکہ سے لیتا ہی نہیں تھا۔ اسی طرح 1971ء کی جنگ میں امریکہ نے بحری بیڑا بھیجنے کا وعدہ کیا لیکن وہ آج تک نہ پہنچ سکا۔ یہ عالمی طاقتوں کا ایک طریقہ رہا ہے کہ وہ اس وقت تک چھوٹے ممالک کو

یقین دہانیاں کراتے رہتے ہیں جب تک ان کا مفاد پورا ہوتا رہے۔ موجودہ جنگ میں بھی اگر کسی وقت ایسی صورت حال ہوگئی کہ بذاتِ خود امریکہ یا یورپ کے مفادات زد میں آگئے تو پھر عالمی جنگ کا معاملہ بھی ہوسکتا ہے۔ اگر چہ اس کے امکانات کم ہیں۔ بہرحال کمزور ملک جب بھی بڑی طاقتوں پر انحصار کرتے ہیں تو انہیں پچھتانا پڑتا ہے۔ اس وقت دنیا میں سب سے زیادہ ایٹمی ہتھیار روس کے پاس ہیں اور پھر اس کی پشت پر چین بھی کھڑا ہے۔ ایسی صورت حال میں امریکہ کبھی آگے نہیں آئے گا۔ البتہ اسلحہ دے سکتا ہے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ ابھی تک اسلحہ صرف ترکی نے بھیجا ہے جو کہ ایک مسلمان ملک ہے۔ یقیناً اس میں مذہب کا عمل دخل اتنا نہیں ہے لیکن پھر بھی ہم ترکی سے امید نہیں کر رہے تھے کہ وہ امریکہ کی حمایت میں یوکرائن کو اسلحہ بھیج دے گا۔

سوال: اگر ہم جنگوں کا جائزہ لیں تو دوسری جنگ عظیم سے لے کر 2001ء تک 248 جنگیں ہوئی ہیں جن میں سے 201 امریکہ نے کروائی ہیں یعنی تقریباً 81 فیصد۔ امریکہ نے اپنے مفادات کی خاطر اتنی جنگیں شروع کیں، روس نے اگر اپنے تحفظ کے لیے ایک جنگ شروع کر دی ہے تو اس میں امریکہ کو کیا تکلیف ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اس کو جواز مہیا کیا ہے۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ امریکہ کے پاس اب صرف اسلحہ یا وار انڈسٹری رہ گئی ہے۔ یعنی امریکہ یا جنگ کرتا ہے یا کرواتا ہے۔

سوال: صدر پیوٹن نے اپنے ایٹمی دستوں کو تیار رہنے کا حکم دے دیا ہے دوسری طرف جتنی بڑی جنگ ہو لیکن مذاکرات کا راستہ کھلا ہوتا ہے۔ روس اور یوکرائن کے درمیان بھی ڈائیلاگ کا ایک سیشن ہوا ہے لیکن ناکام ہوا ہے۔ مستقبل میں حالات کیا رخ اختیار کریں گے؟

رضاء الحق: اس وقت روس کے پاس تقریباً ساڑھے چھ ہزار ایٹمی ہتھیار موجود ہیں۔ سوویت یونین سے علیحدہ ہونے والی ریاستوں میں سے تین کے پاس ایٹمی ہتھیار موجود تھے۔ ان میں ایک یوکرائن بھی شامل تھا۔ تین ہزار کے قریب ایٹمی ہتھیار یوکرائن کے پاس تھے۔ قازقستان کے پاس بارہ یا چودہ سو کے قریب تھے اور بیلاروس کے پاس 81 تھے۔ 1994ء میں برطانیہ، امریکہ اور روس کا معاہدہ ہوا کہ ہم ان ممالک کی حفاظت خود کریں گے اور یہ ایٹمی ہتھیار واپس دے دیں۔ چنانچہ ان تین ممالک نے اپنے ایٹمی ہتھیار 1996ء تک واپس کر دیے۔ اگر یہ واپس نہ کیے ہوتے تو روس حملہ نہ کر پاتا اور یوکرائن بھی اس پوزیشن میں ہوتا کہ وہ نیٹو اور مغرب کو کہہ سکتا کہ میرے معاملات میں مداخلت نہ کرو میں خود اپنی آزاد خارجہ پالیسی بناؤں گا۔ لیکن اپنے ہتھیار دینے کے بعد یوکرائن مکمل طور پر دوسروں پر انحصار کرنے پر مجبور ہوگیا۔ اس وقت پروپیگنڈا کی جنگ اپنے عروج پر ہے بالخصوص روس کو ظالم دکھایا جا رہا ہے۔ دوسری طرف اس پروپیگنڈے میں نسل پرستانہ اور اسلاموفوبک رنگ بھی ڈالا جا رہا ہے۔

سوال: مغربی میڈیا اس جنگ سے پہلے کہہ رہا تھا کہ جنگ ہوگی جبکہ روس خود یہ کہہ رہا تھا کہ جنگ نہیں ہوگی لیکن بالآخر جنگ ہوگئی۔ یعنی مغربی میڈیا کا کہنا سچ ثابت ہوا۔ اس بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

رضاء الحق: جنگ میں پروپیگنڈا تو ہوتا ہی ہے لیکن

> مغربی میڈیا پروپیگنڈا کر رہا ہے کہ عراق و افغانستان میں جو لوگ جنگ میں مارے گئے وہ غیر مہذب تھے جبکہ یوکرائن کے لوگ مہذب ہیں لہٰذا ان پر جنگ مسلط کرنا ٹھیک نہیں۔ اس تصور سے مغرب اور مغربی میڈیا کا دہرا پن کھل کر سامنے آگیا ہے۔

اس جنگ میں مغربی میڈیا انسانی تفریق کا ایک نیا تصور بھی پروپیگیٹ کر رہا ہے۔ مغربی میڈیا کے ایک بڑے چینل پر ہٹلر کی زبان بولتے ہوئے یوکرائن کے لوگوں کے لیے "blond hair and blue eyes" کے تناظر میں یہ تک کہا گیا کہ عراق اور افغانستان میں تو غیر مہذب اور نان یورپین لوگ تھے ان کی تباہی اور بربادی ہوئی۔ لیکن یہاں یوکرائن میں تو مہذب یورپین لوگ ہیں، ان پر ظلم وستم ہم سے برداشت نہیں ہوگا۔ یعنی مسلمانوں کی نسل کشی تو قابل قبول تھی لیکن یورپی لوگوں پر ظلم برداشت نہیں ہو رہا۔ حالانکہ محتاط اندازے کے مطابق عراق میں 14 لاکھ لوگ شہید کیے گئے ہیں۔ تازہ صورت حال یہ ہے کہ روسی فوج یوکرائنی دارالحکومت کیف کے قریب پہنچ چکی ہے۔ ان کا پورا کانوائے ہے اور وہ چاروں طرف سے گھیر رہے ہیں۔ دوسری طرف بلیک سی اور کریمیا کی طرف سے بھی وہ یوکرائن میں داخل ہو رہے ہیں۔ تیسری طرف روس سے ملحقہ علاقے ڈان باس سے بھی روسی فوج یوکرائن میں داخل ہو رہی ہے۔ تازہ رپورٹس کے مطابق میریوپول کا علاقہ تقریباً روس کے قبضے میں جا چکا ہے۔ خادکیو کے علاقے میں جنگ جاری ہے اور کیف کی طرف بڑھتے جا رہے ہیں۔ روس کو معلوم تھا کہ سب اُس کے خلاف ہو جائیں گے لیکن اس کے باوجود اس نے یہ قدم اُٹھایا ہے تو سوچ سمجھ کر اور کسی مقصد کے تحت اُٹھایا ہوگا۔ وہ اپنے مقاصد حاصل کرتا رہے گا لیکن دوسری طرف وہ ڈپلومیسی کو بھی جاری رکھے گا۔

سوال: جس وقت روس نے یوکرائن پر حملہ کیا اُس وقت وزیراعظم پاکستان عمران خان روس کے دورے پر تھے۔ یعنی وزیراعظم پاکستان کی موجودگی میں یہ حملہ ہوا۔ لہٰذا اس دورے کے حوالے سے controversy جاری ہے اور بعض تجزیہ نگار کہہ رہے ہیں کہ اس دورے کے بڑے منفی اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ کوئی ایم او یو سائن نہیں ہوا، کوئی مشترکہ بیان بھی نہیں آیا۔ آپ کے خیال میں اس دورے کے منفی نتائج برآمد ہوں گے یا مثبت؟

ایوب بیگ مرزا: ان تجزیہ نگاروں نے دونوں طرف کے اعتراضات جمع کیے ہوئے تھے کہ اگر یہ جائیں گے تو ہم کہیں گے کہ امریکہ کے ساتھ ہمارا پرانا تعلق ہے، اس کے ساتھ ہماری تجارت ہے، یورپ کے ساتھ تجارت ہے، ہماری ساری ٹیکسٹائل ادھر جاتی ہے۔ ایسے موقع پر دورہ کر کے امریکہ اور یورپ کو ناراض کر دیا ہے وغیرہ۔ اگر عین موقع پر وزیراعظم یہ دورہ کینسل کر دیتے تو پھر یہی تجزیہ نگار کہتے کہ ہم نے بزدلی دکھائی ہے، ان کو جانا چاہیے تھا تا کہ پتا چلے کہ پاکستان کی آزاد خارجہ پالیسی ہے، یہ ابھی تک امریکہ کے غلام ہیں، انہوں نے امریکہ کی غلامی کا قلادہ پہنا ہوا ہے وغیرہ۔ اصل میں ہمارے ہاں صحافت کے بھی سیاسی عزائم ہوتے ہیں اور صحافی لوگ کسی نے کسی پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ دنیا کا کوئی بڑا فائدہ رسک لیے بغیر نہیں ہوتا، ہر بڑے فائدے کے لیے ایک بڑا رسک لینا پڑتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیراعظم نے برموقع رسک لیا ہے البتہ اگر وہاں جنگ شروع ہو چکی ہوتی اور دو چار دن گزر گئے ہوتے تو پھر یہ کہا جاسکتا تھا کہ چونکہ وہاں جنگ شروع ہو چکی ہے لہٰذا اس دورے کو التوا میں ڈال لیتے ہیں۔ لیکن اگر عین موقع پر دورہ ملتوی کرتے تو گویا روس کو یہ پیغام دیتے کہ ہمارا تم سے کبھی تعلق نہیں بن سکتا۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ روس نے پاکستان کو آزمانے کے لیے عین اس موقع پر بلایا ہو کہ اگر پاکستان روس کی طرف بڑھنے کا ارادہ رکھتا ہے تو ان کے پاؤں میں کتنی استقامت ہے۔ اس دورے کے فائدے میں بیس لاکھ ٹن گندم کا معاہدہ ہوا ہے جو پاکستان امپورٹ کرے گا اور

روس کی گندم یورپی ممالک کی گندم سے زیادہ سستی ہے۔اس سے بڑا فائدہ پاک روس گیس معاہدے میں ہے اور یہ پاک روس تعلقات کے ضمن میں اچھا قدم ہے۔ بہرحال پاکستان ہو یا کوئی اور ملک ہو اسے صحیح اور آزاد خارجہ پالیسی اپنانی چاہیے، چاہے کوئی ناراض ہو یا خوش ہو۔ یہ ہم تب ہی کر سکتے ہیں اگر ہمارے تن میں جان ہو۔ پاکستان کے تن میں جان نہیں ہے لیکن اس کے باوجود یہ فیصلہ بھاری پڑسکتا ہے۔ اگر ریاست پر نہ پڑا توحکومت پرضرور پڑے گا۔ کیونکہ یورپ اور امریکہ اس وقت پاکستان پر بہت برہم ہیں۔ مصدقہ اطلاعات کے مطابق چندروزقبل 22یورپی ممالک کے سفراءنے سفارتی آداب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اسلام آباد میں ملاقاتیں بھی کیں اور ایک خط بھی لکھا کہ پاکستان اس معاملے میں یورپ اورامریکہ کا ساتھ دے اور روس سے قطع تعلق کر دے۔ بہرحال اگراس کا فائدہ ہوا تو نارمل دورے سے زیادہ ہوگا کیونکہ پاکستان نے اپنے کارڈ شو کردیے ہیں۔اب روس پر منحصر ہے کہ وہ کس طرح کا جواب دیتا ہے۔دوسری طرف وزیراعظم کے اس دورے کوچین کی پشت پناہی حاصل تھی۔اگر وزیراعظم یہ دورہ نہ کرتے تو روس نے پاکستان کا پتا کاٹنا ہی تھا،چین کی ناراضگی بھی مول لینی پڑسکتی تھی کیونکہ یہ دورہ ونٹراولمپکس کے موقع پراناؤنس ہوا تھا جب پاکستان کے وزیراعظم اور روس کے صدر دونوں وہاں گئے ہوئے تھے۔یعنی اس کے پیچھے چین تھا۔لہٰذا اس دورے سے صرف روس سے ہی تعلقات بہتر نہیں ہوں گے بلکہ چین سے بھی ہوں گے۔ان شاءاللہ!

سوال: یوکرائن پر روسی حملے کے بعد روس پر زیادہ تر پابندیاں لگ رہی ہیں۔ اس صورت حال میں دنیا میں نئے بلاکس بنتے ہوئے نظر آرہے ہیں، مستقبل میں دنیا پر ان کے کیااثرات مرتب ہوں گے؟

رضاء الحق: اب یہ بہت واضح ہوگیا ہے کہ دنیا اب یونی پولر نہیں رہی بلکہ معاملہ بائی پولر سے بھی آگے بڑھ کر ملٹی پولر تک پہنچ سکتا ہے۔ یہ بلاکس ریڈ لائنز بھی ہیں اور فالٹ لائنز بھی ہیں۔ ایک بلاک میں امریکہ اور یورپ موجود ہے۔ ان میں مشرقی یورپ کے ممالک بھی شامل ہیں اور یورپی یونین اور نیٹو جیسے اتحادیوں کی حمایت ان کو حاصل ہے۔ اسرائیل تو ویسے ہی ان کا فطری اتحادی ہے۔ البتہ بھارت کا معاملہ ڈانواں ڈول ہے۔ دوسری طرف عرب ممالک کا بھی ان کی طرف جھکاؤ بڑھنا شروع ہوگیا ہے۔ ترکی ایک طرف مسلم اُمہ کی امامت کی بات کرتا ہے لیکن دوسری طرف وہ اسرائیل کے ساتھ تعلقات بنا رہا ہے اور حالیہ اطلاعات کے مطابق اس نے عسکری امداد یوکرائن کو دی ہے۔مختصراً یہ کہ اگر ترکی دو کشتیوں پر سوار ہونا چھوڑ کر ایک کشتی کا سوار نہیں ہوتا تو اس کے لیے بہت سارے مسائل کھڑے ہوجائیں گے۔ دوسری طرف روس، چین اور ان کے اتحادیوں کا بلاک ہے۔ابھی سلامتی کونسل میں روس کے خلاف قرارداد لائی گئی تو اکثریت ممالک نے اس کی حمایت کی لیکن 35 ممالک نے ووٹ دینے سے انکار کردیا جن میں پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش اورساؤتھ افریقہ بھی شامل ہیں۔ یعنی وہ ذہن بنا رہے ہیں۔ پاکستان نے کم ازکم یہ تو ذہن بنالیا ہے کہ ہم امریکہ کے کیمپ میں مستقلاً نہیں رہیں گے کیونکہ اس کے نقصانات فوائد سے زیادہ ہیں۔ پاکستان امریکہ اور یورپ کے مفادات کا محافظ نہیں ہے اور نہ ہونا چاہیے۔ ہمارا ملکی مفاد سب سے بالاتر ہے۔ سورۃ المائدہ میں مسلمانوں کو خارجہ پالیسی کے لیے راہنمائی دی گئی ہے:

”تم لازماً پاؤ گے اہل ایمان کے حق میں شدید ترین دشمن یہود کو اور ان کو جو مشرک ہیں۔ اورتم لازماً پاؤ گے مودّت کے اعتبار سے قریب ترین اہل ایمان کے حق میں اُن لوگوں کو جنہوں نے کہا کہ ہم نصاریٰ ہیں۔ یہ اس لیے کہ ان میں عالم بھی موجود ہیں اور درویش بھی اور (اس لیے بھی کہ) وہ تکبر نہیں کرتے۔“ (آیت:82)

اس دنیا میں عیسائیوں کی تین بڑی قسمیں ہیں:

1۔ رومن کیتھولک، یعنی ویٹی کن اوراٹلی والے عیسائی۔

2۔ پروٹسٹنٹ یعنی برطانیہ، امریکہ وغیرہ کے عیسائی

3۔ ایسٹرن آرتھوڈاکس یعنی روس، یوکرائن وغیرہ۔

پہلی دو قسموں میں علماء اور راہب کم ملتے ہیں اور ان لوگوں میں تکبر بہت زیادہ ہے۔ حتیٰ کہ رومن کیتھولکس پوپ سے جب لوگ ہاتھ ملاتے ہیں تو وہ ہاتھ ملا کر فوراً پیچھے ہٹا دیتا ہے۔ جبکہ پروٹسٹنٹ عیسائی ذائنسٹ جیوز کی طرح ہی ہیں، ان دونوں کا نظریہ بھی ایک ہے۔ اسی وجہ سے امریکہ یہودیوں کے ساتھ مل کر دنیا میں فساد پھیلاتا ہے۔ لیکن ایسٹرن آرتھوڈاکس چرچ میں تینوں چیزیں ہیں کہ ان میں علماء بھی ہیں، گوشہ نشین لوگ بھی رہے ہیں اور ان میں تکبر بھی کم ہے۔ اسلام کو سامنے رکھیں تو مستقبل میں مسلمانوں کی قربت رشین بلاک کے ساتھ بڑھے گی۔ واللہ اعلم!

سوال: مستقبل میں پاکستان اور امت مسلمہ کا جھکاؤ کیا امریکہ کی طرف ہوگا یا روس اور چین کی طرف ہوگا؟ اور کیا پاکستان اور اُمت مسلمہ کے پاس کوئی تیسرا آپشن بھی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: میں اس کا جواب دیتے ہوئے ایک صدمے کی کیفیت میں ہوں۔ اس لیے کہ کیا اُمت مسلمہ کو امت وسطیٰ اس لیے کہا گیا تھا کہ وہ دوسروں کو دیکھے کہ وہ کیا چاہتے ہیں اور اُن کی مرضی کے مطابق چلے؟ یہ ہمارے لیے شرمناک بات ہے۔ بہرحال عربوں نے امریکی غلامی کا قلادہ پہنا ہوا ہے۔ میرا تجزیہ یہ ہے کہ عرب ممالک امریکہ سے خوفزدہ تو ہیں اور وہ امریکہ سے دور جانا چاہتے ہیں لیکن وہ ساتھ یہ بھی چاہتے ہیں کہ ان کی عیش وعشرت، بدمعاشیاں بھی قائم رہیں اور اس کے ساتھ ان کا سیاسی قبلہ تبدیل کر کے ایک نئی قوت کے ساتھ جوڑ دیا جائے لیکن ایسا نہ کبھی ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ پاکستان اپنا قبلہ تبدیل کر رہا ہے لیکن ہم سوچ نہیں سکتے کہ اس وقت پاکستان پر کس قدر خطرات منڈلا رہے ہیں اور امریکہ ایک بھوکے شیر کی طرح پاکستان پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے۔ کیونکہ پاکستان کی جغرافیائی پوزیشن بہت اہمیت کی حامل ہے۔ پاکستان کا عالمی جنگ میں کیا رول ہوگا اس کو سامنے رکھیں تو امریکہ پاکستان کو بھی نظرانداز نہیں کرسکتا۔ اس سے پہلے امریکی جمہوری کانفرنس میں شرکت نہ کرنا اور ونٹراولمپکس میں شرکت کرنا ایسے اقدامات تھے کہ اس پر امریکہ نے سخت قدم نہیں اٹھایا لیکن روس کا حالیہ دورہ ایسا قدم تھا جس کے بعد اب امریکہ کھلا دشمن بن کر سامنے آئے گا۔ اب اس نے دھمکیاں دینی شروع کردی ہیں اور یورپین سفارت کاروں نے اسلام آباد میں جارحانہ انداز اختیار کیا ہوا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ پاکستان کے ساتھ جنگ پر تلے ہوئے ہیں لیکن اصل بات وہی ہے کہ پاکستان کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہیے اور اسے یہ دیکھنا چاہیے کہ اُمت مسلمہ کا مفاد کیا ہے اور پاکستان کا مفاد کیا ہے لیکن چونکہ ہماری وہ پوزیشن ہی نہیں ہے۔ لہٰذا ہم دعا ہی کر سکتے ہیں۔ پاکستان جتنا امریکہ سے پیچھے ہٹ چکا ہے اور چین اور روس کے قریب آیا ہے اس سے لگتا یہی ہے کہ پاکستان اسی کیمپ میں جائے گا۔ واللہ اعلم!

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

ظلمت رات کی......!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

پوٹن اکیسویں صدی کا ہٹلر بن کر روسی گم گشتہ سلطنت دوبارہ حاصل کرنے کو قطبی بھنور بنا، ناگہانی بلا بن کر یورپ پر ٹوٹ پڑا ہے۔ یوکرین، نیٹو امریکا کو مدد کے لیے پکارتا رہ گیا۔ روس کی مذمت اور یوکرین کو لارے لپے کے سوا حقیقی مدد انہوں نے فراہم نہ کی۔ یوکرین صدر اور وزیر خارجہ دکھ بھرے طعنے دیتے رہ گئے: ''نیٹو اتحاد، روس کے سامنے بھیگی بلی بن گیا۔'' امریکا نیٹو کی کمر 20 سالہ افغان جنگ کی مار اور اخراجات کے ہاتھوں ٹوٹ چکی، وہ کچھ کہنے کے قابل بھی نہیں۔ یہی دیکھ لیجیے کہ امریکی فوجیوں پر اب سے لے کر 2050ء تک 2 کھرب ڈالر خرچ ہوگا، اخراجات مابعد جنگ کے زمرے میں۔ 465 ارب ڈالر تو افغانستان سے معذور ہو کر آنے والے فوجیوں پر خرچ ہو چکے۔ مزید روس سے الجھنے کی سکت بڑے چودھری صاحب میں کہاں! تاہم یوکرین کے خلاف جنگ میں دنیا کی مہذب ترین اقوام (بزعم خود) کے چہرے کا نقاب فوراً ہی اتر گیا۔ ''انسانیت'' کے بہی خواہوں کی نسلی برتری کا خمار میڈیا میں خبث باطن بن کر پھوٹ پڑا۔ صحافی معاشرے کا باشعور طبقہ سمجھے جاتے ہیں۔ جنگوں کی کوریج کرنے والے، جنہوں نے دنیا دیکھی ہوتی ہے، ان سے وسعت نظر اور حساسیت کی توقع رکھی جاتی ہے۔

یوکرین میں جنگی تباہی اور گورے یورپی نسل کے یوکرینیوں کو مرتا دیکھ کر نسلی تفاخر امڈ آیا۔ یہی رویہ اینکروں کے علاوہ ان ممالک کے منصب داروں کا بھی تھا۔ فرانس کے BFMTV کا کہنا تھا: ''ہم اکیسویں صدی میں ہیں، ہم ایک یورپی شہر میں ہیں اور یہاں کروز میزائل یوں فائر کیے جا رہے ہیں گویا ہم عراق یا افغانستان میں ہوں! کیا آپ سوچ سکتے ہیں؟'' عراق افغانستان پر مسلط کردہ خونخوار جنگ کیا اکیسویں صدی میں نہ تھی؟ CBS نیوز پر ارشاد ہوا: ''یہ شامی مہاجر نہیں ہیں۔...... یہ عیسائی ہیں، گورے ہیں، یہ بالکل ہم ہی جیسے ہیں۔'' ان قوموں نے (بلا استثناء سبھی مغربیوں نے اتنے ہی نسلی منافرت بھرے جملے سرعام کہے ہیں۔) بہر طور یہ ثابت کر دکھایا کہ یہ گلوبل حکمرانی کے لیے کتنے نااہل ہیں۔ جابجا ایسے الفاظ BBC پر بھی کہے گئے: ''یہ نیلی آنکھوں سنہری بالوں والے ہیں، انہیں مرتا دیکھنا بہت مشکل ہے!'' اگرچہ روس نے جب چیچن مارے تھے تو وہ کوہ قاف کے خوبصورت ترین شہزادے اور پریاں تھیں، یا افغانستان کے خوبصورت بچے اور نوجوان بھی گورے چٹے نیلی آنکھوں والے تھے۔ جن شامیوں پر قیامت ڈھائی وہ بھی رنگ روپ میں کچھ کم نہ تھے۔ صاف کہو، مسلمان کا مقدر راکٹ، میزائل مار کر پرخچے اڑتے قبرستان آباد کیے چلے جانا ہے، گورا ہو، گندمی یا کالا۔

خود یوکرین میں پناہ گزینوں کے ساتھ نسلی امتیاز کے بدترین مظاہر دیکھے جا رہے ہیں۔ سفید فام اور سیاہ فام کی لائنیں الگ بنا کر امتیازی سلوک کیا جا رہا ہے۔ دنیا کے دگرگوں حالات انہی قیامتوں سے گزر کر بالآخر نبی صادق ﷺ کی پیش گوئیوں کے مطابق بالآخر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تشریف لا کر جنت نظیر حق پر، شریعت پر استوار دنیا لوٹائیں گے۔ خوشنما نعروں اور اصطلاحوں کا فریب چھٹ جائے گا۔

آسماں ہوگا سحر کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائے گی!

وہی اسوۂ محمد ﷺ لوٹ کر حکمران ہوگا۔ یاد کیجیے فتح مکہ پر نبی کریم ﷺ نے خانہ کعبہ کی چھت پر اذان دینے کا عظیم اعزاز بلال حبشی ؓ کو عطا فرمایا۔ خانہ کعبہ کے اندر جانے کے لیے اپنے ہمراہ سیاہ فام سیدنا بلال ؓ اور حضرت اسامہ بن زید ؓ کا انتخاب کیا۔ وہ منظر جس میں آپ ﷺ کے زانوئے مبارک پر ایک طرف ہاشمی مطلبی ننھے جگر گوشے گورے چٹے حسن ؓ ہیں، تو دوسری طرف سیاہ فام حبشی خدوخال والے اسامہ بن زید ؓ ہیں۔ آپ ﷺ کی محبت پاش نظریں دونوں پر یکساں پھوار برسا رہی ہیں! گورے کو کالے پر، عجمی کو عربی پر عملاً حقیقتاً ترجیح نہ دینے والا دین ہی آج بدقماش چودھریوں کے ظالمانہ نظام کی جگہ لینے کا حقدار ہے۔ دنیا کی آبادی کا 90 فیصد حصہ ان کے ہاتھوں یرغمال بن کر رہا ہے۔ صرف ایک جھلک (ان گنت واقعات) عراق اور افغانستان میں امریکی نیٹو فوجیوں کی وحشت کی دیکھ لیجیے، جو 29 مارچ 2011ء میں 'گلوبل ریسرچ' میں شائع ہوئی بعنوان: ''امریکی فوجیوں نے افغانستان میں معصوم شہریوں کا قتل کس طرح روا رکھا۔''

طویل اذیت ناک کہانی کا مختصر سا حصہ پیش خدمت ہے: 15 سالہ گل مدین کی طرف پہلے گرنیڈ اچھالا (کیونکہ ظاہر یہ کرنا مقصود تھا کہ بچے نے امریکی فوجیوں پر گرنیڈ پھینکا تھا) اور پھر اس پر بلاسبب گولیاں برسا دیں۔ تفتیش کے لیے آنے والوں نے مقامی بزرگ کی عینی شہادت کے باوجود کہ گرنیڈ بچے نے نہیں فوجی مورلاک نے پھینکا تھا، مزید گولیاں مارنی ضروری جانیں کہ کہیں زندہ نہ ہو۔ پھر فوجی اس کے باپ کو لے آئے، جس کا کم عمر بیٹا خون کے تالاب میں پڑا تھا۔ امریکی فوجیوں نے اس قتل کا جشن مناتے ہوئے خون میں نہائی لاش کے ساتھ باپ کے سامنے ہی تصویریں کھنچوائیں، گورے چٹے مقتول کو سر کے بالوں سے اوپر کھینچ کر گویا وہ شکار کردہ ہرن کی یادگار ہو۔ پلاٹون کا اسکواڈ لیڈ اسٹاف سارجنٹ گبز تھا، جس نے تیز دھار ریزر سے مردہ بچے کی انگلی کاٹی اور ہومز کو پہلا افغان شکار کرنے کی یادگار کے طور پر تھمائی۔ ہومز نے اسے سنبھال کر زپ لاک لفافے میں رکھا تاکہ سکھا کر محفوظ کر سکے۔ اس واقعے پر کسی قسم کی پرسش نہ ہونے پر، کمپنی کی عین ناک تلے درجنوں سپاہی ایک قاتل ٹیم کا کردار کھلے بندوں ادا کر رہے تھے۔

یہ مختصر ترین نامکمل کہانی صرف اس وحشت کی عکاسی کر رہی ہے جو مسلمان بے گناہ شہریوں پر ڈٹ کر روا رکھی گئی، افغانستان، عراق، شام میں جابجا۔ اب مغرب بے اختیار بول پڑا ہے، گورے یوکرینی مرتے دیکھ کر! نئی نسل شاید نہیں جانتی وہ حقائق جو ایک جرمن تاریخ دان مری ایم گرہارڈ نے اپنی کتاب ''جب فوجی آئے......'' میں لکھے ہیں۔ اس کے مطابق جرمنی کی جنگ عظیم دوم کی شکست کے بعد اتحادی فوجیوں کے ہاتھوں 20 لاکھ جرمن عورتیں عصمت دری کا نشانہ بنیں۔ یعنی یہ گورے، امریکی روسی برطانوی فرانسیسی فوجی ہی تھے! یاد رہے کہ یورپی امریکی، طالبان سے کہہ رہے ہیں کہ وہ (افغان) خواتین کے ساتھ عزت کا سلوک کریں!

8 مارچ بھی اصطلاحی مغالطوں اور خوشنما نعروں کے پس منظر میں گھرا ایک لالی پاپ ہے جو حقوق، مساوات، آزادی کے نام پر عورت کو ایک دن کے لیے تھما کر اس کا تماشا بنایا جاتا ہے۔ جذباتی ہو کر رنگ برنگے اجڑے پھٹے بدترین حلیوں میں شتر بے مہار ایک میلا رچایا

جاتا ہے۔ اسے فنڈ کرنے، ایجنڈا دینے والے ہاتھ بیرونی ہوتے ہیں۔ گزشتہ چند سالوں میں بالعموم اور 2021ء میں بالخصوص اس آزادی کے شجرِ خبیثہ کے زقومی پھل نہایت زہریلے اور کریہہ ثابت ہوئے۔ المناک سانحات نے پوری قوم کو لرزا کر رکھ دیا۔ خواہ نور مقدم، ظاہر جعفر کی خونچکاں داستان ہو۔ E-11 اسلام آباد کے جوڑے (ماورائے نکاح) کی شرمناک کہانی ہو یا ٹک ٹاکر کا مینارِ پاکستان پر نظریۂ پاکستان کے پرخچے اڑاتے ہوئے خود بھی نشانِ عبرت بن جانا۔ لاہور، بلوچستان، سندھ میں اعلیٰ ترین تعلیمی اداروں میں بدترین ہراسمنٹ اور خودکشیوں نما قتل کے تمام اسکینڈل۔ مخلوط تعلیم، بے محابا آزادی کے ہاتھوں شادی کے وعدے پر گھر سے بھاگ کر بڑھتے پھیلتے اجتماعی زیادتی کے واقعات۔ داغدار معاشروں سے درآمد کردہ لنڈے کا بدبودار نعرہ: ''داغ تو اچھے ہوتے ہیں'' گھروں خاندانوں کو اجاڑ رہا ہے۔ بے لگام فلمیں ڈرامے حیا باختگی کی جھاڑ جھنکار اُگا رہے ہیں۔ پاکستان میں سروے کے مطابق نماز پڑھنے والے 13 فیصد اور ڈرامے دیکھنے والے 54 فیصد ہیں۔

رقص گاہوں میں اس انداز سے پائل چھنکی
جس کی آواز میں آوازِ اذاں ڈوب گئی!

مسلمان عورت داؤ پر لگی ہے۔ اس کے تحفظ کی فکر اور اقدامات اہم ترین ضرورت ہے، ہنگامی بنیادوں پر۔ پدریت کو گالی بنا کر عورت کو نور مقدم بنا دیا۔ ظاہر جعفر کا پورا کیس آزادی مارچ کا ایکسرے ہے۔ اسی کی سرگرم کارکن کم نصیب نور مقدم بھی تھی۔ ظاہر کا کہنا تھا کہ دونوں کا کھلا حد شکن تعلق دونوں کے والدین کے علم میں تھا۔ قاتل خود کسی نیک پاک کردار کا حامل نہ تھا۔ اس سانحے کے سبھی کردار کھلی آنکھوں سے نور مقدم کو وحشت ناک جنگل میں آتے جاتے دیکھ رہے تھے۔ انجام انہونا غیر متوقع یوں بھی نہ تھا کہ ظاہر جعفر کے اعترافات اور بیانات اسے ''شیطان پرست'' نوعیت کا ایک کردار دکھا رہے تھے۔ معاشرے کو ہوش کے ناخن لینے کی ضرورت ہے۔ مسلمان مرد طعنوں کے خوف سے مردانگی کی سیٹ خالی کر چکا۔ غیرت اور حیا کا تذکرہ شرمناک بن گیا۔ واقعی پردہ مرد کی عقل پر پڑ گیا۔ اٹھیے اور خاندانی نظام کو مضبوط ہاتھوں سے بحال کیجیے بچائیے۔ ذی وقار، حیادار عورت ہی معاشرے کو بقا و ترقی دے سکتی ہے، ورنہ انتشار اور بے راہ روی کے طوفان اٹھتے اور ملک وملت اجاڑتے ہیں۔ مساواتی سبز باغ میں ظاہر جعفر جیسے بھیڑیے پلتے ہیں۔ اس کا سدباب کیجیے۔

حضرت دُرّہ رضی اللہ عنہا بنت ابولہب

فریداللہ مروت

حضرت دُرّہ رضی اللہ عنہا ابولہب بن عبدالمطلب کی بیٹی تھی۔ اس کے والد ابولہب کا اصل نام عبدالعزیٰ ہے جو مکہ مکرمہ میں کفر کے سب سے بڑے رہنما تھے اور پیغمبرؐ کو سب سے زیادہ تکلیف پہنچاتے تھے۔ والدہ کا نام ام جمیل بنت حرب بن امیہ بن عبدشمس ہیں۔ آپؓ کی والدہ بھی حضور ﷺ کو تکلیف دیتی تھیں۔ اس رشتہ سے آپؓ حضور ﷺ کی چچازاد بہن تھیں۔ باپ کی اسلام دشمنی کی یہ کیفیت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نام لے کر اس کی مذمت کی لیکن بیٹی کو اللہ تعالیٰ نے یہ شرف عطا کیا کہ اسلام قبول کیا اور حضور ﷺ کی صحابیات طیبات میں شمار ہوئیں۔ عتبہ، عتیبہ، خالدہ اور عزا آپؓ کے بہن بھائی ہیں۔ ان سب نے اسلام قبول کیا سوائے عتیبہ کے جن کو شیر نے بطور کافر ہلاک کر دیا۔

حضرت درہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کر کے ہجرت کی۔ حضرت درہ رضی اللہ عنہا کے شوہر اور سسر نے غزوۂ خندق سے پہلے اسلام قبول کر لیا تھا۔ حضرت درہ رضی اللہ عنہا کے سسر حضرت نوفلؓ نے ہجرت کا شرف بھی حاصل کیا مگر شوہر اس سعادت سے محروم رہے۔

نکاح اور اولاد

آپؓ کا نکاح حضور ﷺ کے چچا زاد بھائی حضرت نوفل رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت حارث رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ ان کے صلب سے تین بیٹے عتبہ، ولید اور ابومسلم پیدا ہوئے۔

ہجرت

علامہ ابنِ اثیر نے ''اُسدُ الغابہ'' میں لکھا ہے کہ وہ مدینہ پہنچ کر حضرت رافعؓ بن معلی زُرقی کے گھر اُتریں، بنوزُریق کی عورتیں ان سے ملنے آئیں اور کہا:

''تم اسی ابولہب کی بیٹی ہو، جس کے بارے میں سورۃ تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ نازل ہوئی۔ تم کو ہجرت کا کیا ثواب ملے گا؟''

حضرت درہ رضی اللہ عنہا کو یہ سن کر بہت صدمہ ہوا اور انہوں نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ بیان کیا۔ حضور ﷺ نے ان کو تسلی دی اور کچھ دیر ٹھہرنے کا حکم دیا۔ پھر ظہر کی نماز پڑھ کر منبر پر رونق افروز ہوئے اور لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''لوگو! تم میں سے بعض میرے خاندان کے بارے میں میری دل آزاری کرتے ہیں حالانکہ خدا کی قسم میرے اقرباء کو میری شفاعت ضرور پہنچے گی، یہاں تک کہ صد، حکم اور سلہب (تین قبائل جن سے حضور ﷺ کی دُور کی قرابت تھی) بھی اس سے مستفید ہوں گے۔''

مرویاتِ حدیث

حضرت دُرّہ رضی اللہ عنہا سے کئی احادیث مروی ہیں۔ ان میں سے دو مشہور حدیثیں یہ ہیں:

1۔ ایک دفعہ کسی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ لوگوں میں بہتر کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا، ''جس میں تقویٰ زیادہ ہو، جو لوگوں کو اچھے کاموں کا حکم کرتا، برے کاموں سے روکتا اور صلہ رحمی کرتا ہو۔''

2۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''کسی مردہ کے افعال کے بدلے کسی زندہ کو اذیت نہیں دی جا سکتی۔''

حضرت درہ رضی اللہ عنہا کی فیاضی

حافظ ابنِ حجرؒ نے ''الاصابہ'' میں لکھا ہے کہ ''حضرت دُرّہ رضی اللہ عنہا نہایت فیاض تھیں اور مسلمانوں کو کھانا کھلایا کرتی تھیں۔''

وفات

حضرت دُرّہ رضی اللہ عنہا کا سال وفات اور مزید حالات معلوم نہیں۔

عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحیثیت انقلابی شخصیت

ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ اور ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے فکر و فلسفہ میں حیرت انگیز مماثلت و مشابہت! ایک جائزہ

نعیم اختر عدنان

9 نومبر کو یومِ اقبال کی حیثیت حاصل ہے۔ سال 2016 سے قبل یہ دن پورے آب و تاب اور مکمل اہتمام سے منایا جاتا تھا۔ پورے ملک میں سرکاری سطح پر عام تعطیل ہوتی اور سرکاری و غیر سرکاری سطح پر بہترین تقاریب کا انعقاد کیا جاتا تھا مگر اب ایسا کچھ نہیں ہے۔ گزشتہ سال 9 نومبر 2021 کو یومِ اقبال کے حوالے سے راقم ایوانِ اقبال پہنچا مگر وہاں مرکزی آڈیٹوریم کی بجائے تہہ خانے میں تقریب انعقاد پذیر تھی۔ کسی یونیورسٹی کی طالبات ہی شرکائے محفل تھیں۔ سٹیج پر بھی خواتین ہی نمایاں تھیں۔ سو شریک محفل ہونے کی بجائے کتابوں کے اسٹال ہی سے استفادہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ کئی ایک کتب خریدیں جن میں سے ایک علامہ اقبالؒ اور بلوچستان نامی کتاب بھی شامل تھی۔ اس کتاب کا غور و فکر کے ساتھ مطالعہ کا موقع ملا۔ دیگر فکر انگیز معلومات کے علاوہ بلوچستان سے بطورِ خاص علامہ اقبالؒ سے لاہور میں ملنے والے ایک وفد سے علامہ اقبالؒ کی گفتگو پڑھنے کو ملی۔ اس تحریر میں اسی گفتگو کو ایک خاص تناظر میں پیش کرنے کی کوشش ہوگی۔

اس تحریر کا ناچیز لکھاری ''من آنم کہ من دانم'' کے مصداق ایک عام سا شخص ہے مگر دین اسلام کے انقلابی فکر اور اس کے جملہ تقاضوں کے حوالے سے گزشتہ 40 سال کے عرصے سے ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی قائم کردہ تنظیم اسلامی سے وابستہ و پیوستہ ہے۔ یہی میرا تعارف ہے اور بس۔ بقول شاعر ''اک تصور کہ حسن مبہم پر ساری ہستی لٹائی جاتی ہے'' کے مصداق زندگی کے روز و شب قوت لایموت کے حصول کے ساتھ ساتھ دین کے فہم کے حصول اور ابلاغ کے حوالے سے سرگرمیوں میں شریک عمل ہوں۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے دین کا جامع تصور کے عنوان سے جو آگہی عطا فرمائی وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آپ نے جس انداز سے نبی اکرم ﷺ کی عظمت کو دینی فکر اور جدید فلسفہ کے تناظر میں بیان کیا ہے وہ اپنی جگہ نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ چنانچہ رسولِ انقلاب کا طریقہ انقلاب کے موضوع پر اپنے ہی خطاب میں (جواب علیحدہ کتابچہ کی صورت میں بھی شائع ہے) اس زیر بحث موضوع پر جو کچھ بیان کیا ہے اس کے ایک پہلو کا خلاصہ پیش خدمت کرنے سے قبل علامہ اقبالؒ کا مرزا غالب کے بارے میں ایک شعر پیش نظر ہے:

فکر انساں پر تیری ہستی سے یہ روشن ہوا
ہے پرِ مرغِ تخیل کی رسائی تا کجا

ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اس شعر کے حوالہ سے اپنے خطاب ''ختم نبوت کے دو مفہوم اور تکمیل رسالت کے عملی تقاضے'' نامی خطاب میں فرمایا:

''میں کہتا ہوں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعے انسانیت پر یہ بات واضح ہوئی کہ انسان میں اللہ تعالیٰ نے کتنی طاقت رکھی ہے لہٰذا معراجِ انسانیت کا ظہور اور اس کے مظہر اتم محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ جنہیں خود بھی داعیِ انقلاب کی حیثیت حاصل تھی فرماتے ہیں ''کامل انقلاب کی واحد مثال انقلابِ نبویؐ ہے''...... انقلابِ فرانس بہت مشہور ہے اس میں شک نہیں کہ وہ واقعی انقلاب تھا لیکن اس سے صرف سیاسی نظام میں تبدیلی آئی تھی...... دوسرا بہت مشہور انقلاب روس کا بالشویک انقلاب تھا جو سال 1917ء میں آیا۔ اس سے صرف معاشی نظام تبدیل ہوا...... اب ذرا محمد رسول اللہؐ کے برپا کردہ انقلاب کا جائزہ لیجیے...... انقلابِ محمدیؐ میں ہر چیز بدل گئی، مذہب بھی بدل گیا، عقائد بھی بدل گئے، رسومات بھی بدل گئیں، سیاسی نظام بھی تبدیل ہوگیا، معاشی نظام بھی بدل گیا، معاشرت بھی بدل گئی، گویا کوئی بھی شے اپنی سابقہ حالت پر قائم نہ رہ سکی۔ ڈھونڈھ کر بتایئے کہ فلاں چیز جوں کی توں رہ گئی؟

دنیا کا جامع ترین اور کامل ترین اور Most Profound انقلاب ''محمدؐ عربی کا انقلاب'' تھا۔ کوئی دوسرا انقلاب اس کے مقابلہ میں نہیں آسکتا کیونکہ باقی سب جزوی انقلاب تھے۔ باقی تمام انقلابات میں آپ دیکھیں گے کہ فکر اور دعوت دینے والے کچھ اور لوگ تھے جبکہ انقلاب برپا کرنے والے کچھ اور تھے۔ مارکس اور اینجلز نے Das Capital نامی کتاب جرمنی یا انگلستان میں بیٹھ کر لکھی لیکن جرمنی یا انگلستان کے کسی ایک گاؤں میں بھی مارکسسٹ انقلاب نہیں آیا۔ بلکہ تیسرے تیواڑے میں کہیں جا کر روس میں بالشویک اور مانشویک کے ہاتھوں انقلاب آیا اور عین وقت پر فرنٹ پر لینن آ گیا۔ اس انقلاب کے برپا کرنے میں نہ کوئی مارکس کا حصہ تھا اور نہ ہی کوئی اینجلز کا...... تو فکر دینے والے کوئی اور لوگ تھے اور انقلاب برپا کرنے والے کوئی اور...... اسی طرح والٹیئر اور روسو جیسے بے شمار اصحابِ قلم تھے جنہوں حریت، آزادی اور جمہوریت کا فکر دیا تھا لیکن وہ محض ڈیسک ورکر تھے۔ کتابیں لکھنے والے تھے۔ میدان میں آ کر قیادت نہیں کر سکتے تھے۔ لہٰذا فرانس میں انقلاب برپا کیا اوباش اور بدمعاش لوگوں نے ...... یہی وجہ ہے کہ یہ انقلاب انتہائی خونی انقلاب تھا۔ اسے کنٹرول کرنے والا کوئی تھا ہی نہیں اور ہجوم جو چاہے کر گزرے۔

اب ذرا Contrast ''تقابل'' دیکھیے محمد رسول اللہ ﷺ کا برپا کردہ انقلاب، یہ دنیا کا واحد انقلاب ہے کہ ابتدا سے انتہا تک اس کی قیادت ایک ہی ہستی محمد رسول اللہ ﷺ کر رہی ہے۔ ایک ہی وقت میں وہ مکہ کی گلیوں میں دعوت دے رہے ہیں، تبلیغ کر رہے ہیں، میدانِ بدر میں فوج کی قیادت کر رہے ہیں ...... کہاں گلی گلی دعوت دینے والا ایک شخص اور کہاں فوج کی کمان کرنے والا قائد...... حضور ﷺ کی زندگی اس اعتبار سے واقعتاً Contrast کی حامل ہے۔ ایک انقلابی دعوت کا آغاز بھی آپ نے کیا اور اسے کامیابی کی آخری منزل تک بھی خود ہی پہنچایا۔ دنیا کے انقلابات میں کوئی دوسرا انقلاب ایک حیاتِ انسانی کے Span میں پورا نہیں ہوا۔ بلکہ فکر دینے والے مر کھپ گئے اور بعد میں کہیں وہ فکر پروان چڑھا اور اس کی بنیاد پر کسی دوسری جگہ انقلاب آ گیا جبکہ محمد رسول اللہ ﷺ کا انقلاب اس اعتبار سے منفرد اور لاثانی ہے کہ ایک انسانی زندگی کے اندر کل 23 برس کے عرصہ میں الف سے یے تک تمام مراحل طے ہو گئے ...... گویا طریق انقلاب کے لیے اب دنیا کے سامنے صرف ایک ہی منبع و سرچشمہ Source ہے اور وہ رسول اللہ ﷺ کی پاکیزہ زندگی ہے۔

قارئین کرام! تحریر اگرچہ طویل ہوگئی ہے مگر اس

تفصیل کے بغیر کوئی چارۂ کار بھی نہ تھا۔ علامہ اقبالؒ کی رہائش گاہ واقع میکلوڈ روڈ لاہور میں 1933ء میں میر عبدالعزیز کرد (معروف وکیل رہنما علی احمد کرد کے چچا) کی قیادت میں مسٹر محمد حسین عنقا کی ہمراہی میں بلوچستان سے آنے والے وفد کی ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات کی روداد اگرچہ بہت مفصل ہے مگر اس تحریر میں موضوع سے متعلق گفتگو درج کی جا رہی ہے......وفد کا ایک رکن کہتا ہے کہ ملاقات کے آخر میں میں نے جرأت کر کے عرض کیا کہ ڈاکٹر صاحب (علامہ اقبالؒ) آپ کی تعلیمات نے ملت اسلامیہ میں نئی روح پھونک دی ہے۔ ہم صدیوں سے خواب غفلت میں پڑے ہوئے تھے۔ آپ نے ہم کو جگایا ہے۔ تہذیب نفس، مکارمِ اخلاق، حسن عمل اور تکمیل انسانیت کے تمام اسرار و رموز سے آپ نے ہمیں آگاہ کر دیا ہے۔ لیکن ہم سب کو آپ سے یہ شکایت ضرور ہے کہ عملی طور پر آپ نے کوئی کام نہیں کیا......اس پر آپ (علامہ اقبالؒ) نے فرمایا ''بیٹا کیا میرا یہ عمل تھوڑا ہے کہ میں نے آپ لوگوں کو گہری نیند سے جگا دیا ہے اور تمہارے سامنے کردار و عمل کا ایک راستہ تیار کر کے رکھ دیا ہے اب یہ تمہارا کام ہے کہ اس راستے پر چلو اور میری تعلیمات پر عمل کرو۔ میرا کام تمہیں درس دینا تھا آگے یہ تمہارا کام ہے کہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر مردانہ وار جہاد کرتے پھرو۔

دنیا میں آج تک کوئی ہستی پیدا نہیں ہوئی جس نے خود ہی ایک نظریہ قائم کیا ہو اور خود ہی اس پر عمل پیرا ہو کر اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا ہو۔ کیا تاریخ میں آپ کوئی ایسی نظیر پیش کر سکتے ہیں؟ ایک لحہ توقف کئے بغیر سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے اس مرد باخدا نے فرمایا: ''ہاں البتہ ایک ایسی ہستی ضرور گزری ہے جس نے خود ہی ایک نظریہ پیش کیا اور خود ہی اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا۔ جانتے ہو کہ وہ کون تھے؟......وہ حضرت محمد ﷺ تھے۔ حوالہ از علامہ اقبالؒ اور بلوچستان صفحہ 54 مصنف: ڈاکٹر انعام الحق کوثر

آخر میں ایک تاثر بیان کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ ڈاکٹر علامہ اقبالؒ کی یہ رائے ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے مطالعہ فکر میں نہیں تھی۔ اگر ایسا ہوتا تو ڈاکٹر اسرارؒ ضرور علامہ اقبالؒ کا حوالہ دیتے۔ یوں یہ حوالہ انقلاب کے حوالے سے ڈاکٹر اسرار احمدؒ اور ڈاکٹر علامہ اقبالؒ میں فکری ہم آہنگی کا مکمل اور بھرپور عکاس ہے۔ بقول شاعرع ''متفق گردید رائے بوعلی با رائے من!

❀❀❀

انا للہ وانا الیہ راجعون — دعائے مغفرت

☆ تنظیم اسلامی ملتان غربی کے رفیق محترم رفیق احمد خان وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 061-6513283

☆ حلقہ کراچی جنوبی کی مقامی تنظیم لانڈھی کے مبتدی رفیق جناب شیخ عبدالرحیم وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0333-2815528

☆ تنظیم اسلامی ملتان شہر کے نقیب محترم رجب علی کی والدہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0301-7400413

☆ شیخ منصور حسین قادری صاحب (نقیب اسرہ کورنگی وسطی) کی والدہ محترمہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0322-2393040

☆ حلقہ گوجرانوالہ، نارووال کے ملتزم رفیق راشد منظور کی والدہ اور بہنوئی وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0301-5949562

☆ حلقہ گوجرانوالہ کے ملتزم رفیق (مشیر امیر حلقہ) محمد سرفراز چیمہ کے چچا وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0343-6019328

☆ حلقہ پنجاب پوٹھوہار کے سابقہ امیر حلقہ مشتاق حسین کی زوجہ محترمہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0333-5133598

☆ امیر حلقہ سرگودھا کے معاون شادی بیگ کے ماموں وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0332-7654969

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔
قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

تبدیلی ایڈریس حلقہ پنجاب پوٹھوہار

حلقہ پنجاب پوٹھوہار کا دفتر یکم مارچ 2022ء سے نئی جگہ منتقل ہو گیا ہے۔ لہٰذا اب حلقہ مذکورہ سے خط و کتابت درج ذیل پتہ پر کی جائے:
''تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب پوٹھوہار، عقب شیل پمپ، نیو بہگام جی روڈ، گوجر خان''
رابطہ نمبر: 0311-5030220
051-3510334

❀❀❀

تبدیلی ایڈریس حلقہ پنجاب شمالی

حلقہ پنجاب شمالی کا دفتر کمیٹی چوک ملت کالونی منتقل ہو چکا ہے۔ لہٰذا حلقہ مذکورہ سے آئندہ خط و کتابت درج ذیل پتہ پر کی جائے:
''تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شمالی، مکان نمبر 139، ملت کالونی، لکھا سنگھ اسٹیٹ، نزد کمیٹی چوک، راولپنڈی''
رابطہ نمبر: 051-4866055

طالبان کی اسلامی حکومت اور عالم اسلام

ابوکلیم نبی محسن

عہد حاضر میں طالبان افغانستان نے نہ صرف جہاد کو زندہ کیا بلکہ عالم کفر کے درندوں کی ناک رگڑوا کر افغانستان سے نکلنے پر مجبور کر دیا۔ عالم اسلام کے ذمہ اسلامی نظام کے احیا کا جو قرض تھا اُس کو بھی چکا دیا اور افغانستان میں اسلامی نظام کو نافذ کر دیا۔ اسلامی نظام کے احیا سے افغانستان سے قتل وغارتگری کا خاتمہ ہوگیا۔ لوگوں کو سستا انصاف اپنی گھر کی دہلیز پر ملتا ہے۔ طالبان کے اسلامی نظام سے عالم کفر پریشان ہے۔ بغیر کسی واضح دلیل کے فرعون وقت یعنی امریکہ نے بدمست ہاتھی کی طرح ملا محمد عمر مجاہدؒ کی امارتِ اسلامیہ افغانستان پر چڑھائی کی تھی افغان طالبان اس کے خلاف ڈٹے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے امریکہ اور اس کے حواریین کو شرمناک شکست سے دوچار کیا اور نہتے طالبان کو سرخروئی عطا فرمائی۔ فاعتبروا یا أولی الألباب!

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسا
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

درحقیقت اس وقت پوری دنیا پر دجالی تہذیب مسلط ہے۔ اس دجالی تہذیب کی معیشت میں سود اور معاشرت میں بے پردگی اور سیاسی نظام میں سیکولر جمہوریت ہے۔ اس شیطانی تہذیب نے لوگوں کی عقل ماری ہے لوگ اس شیطانی تہذیب کے جھوٹی نگوں کے اسیر ہو گئے ہیں لیکن حقیقت میں یہ چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر کے مصداق ہے۔ اس شیطانی تہذیب نے اللہ تعالیٰ اور آخرت کا خیال لوگوں کے دل سے نکال دیا۔ طالبان نے اسلامی نظام نافذ کر کے اس شیطانی نظام کے نیوکلیس پر وار کیا اور لوگوں پر واضح کر دیا کہ دنیا کا جو یہ نظم رواں دواں ہے اس نظم کے پیچھے اُس کے ناظم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات ہے جو سب سے بڑی حقیقت ہے۔ یہ دنیا کی زندگی عارضی ہے اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے چونکہ اسلامی نظام ایک فطری نظام ہے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی مخلوق کے لیے بنایا ہے۔ اس نظام کے نافذ ہونے سے عالم کفر سیخ پا ہے وہ اسلامی نظام کے احیا کو اپنے لیے خطرہ سمجھتا ہے اور طالبان کی جائز حکومت کے تسلیم کرنے کی راہ میں روڑے اٹکاتا ہے کہ طالبان عورتوں کو اپنے حقوق نہیں دیتے۔ اگر دیکھا جائے تو سب سے بڑھ کر حقوق اسلام عورتوں کو دیتا ہے جبکہ مغرب نے عورتوں کے حقوق غصب کیے ہیں۔ مغرب نے مساوات مردوزن کی آڑ میں عورتوں پر دوہرا بوجھ ڈال دیا ہے عورت کو شمع محفل بنا دیا ان کو بے وقعت کر دیا، ان کی تکریم کو پامال کر دیا۔

لیکن اب دل تھام لیجئے کہ میری باری آئی! کے مصداق مجھ کو گلہ تم سے ہے، یورپ سے نہیں ہے۔ آج اگر طالبان نے اسلامی نظام کو نافذ کیا ہے تو اس کے استحکام اور نفاذ میں مدد کرنے کی بجائے ہم امریکہ کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں اور اسلامی نظام کی راہ روکنے میں طاغوتی قوتوں کا ساتھ دیتے ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ نے اس امت کو اسی لیے خبردار نہیں کیا تھا کہ ”اے اہل ایمان! اگر تم ان لوگوں کا کہنا مانو گے جنہوں نے کفر کی روش اختیار کی ہے تو وہ تمہیں تمہاری ایڑیوں کے بل واپس لے جائیں گے (مرتد کر کے) پھر تم بالکل نامراد ہو کے رہ جاؤ گے۔“ (آل عمران:149)

جب او آئی سی کا افغانستان کے حوالے سے اجلاس ہوا تو اکثر لوگوں نے اس سے امیدیں وابستہ کی تھیں کہ شاید افغانستان کی اسلامی حکومت کو تسلیم کیا جائے گا لیکن حیرت اس وقت ہوئی جب افغانستان کی حکومت کو تسلیم کرنے کا نکتہ ایجنڈے کا حصہ نہ تھا جو رنج وغم کے پہاڑ ٹوٹ جانے سے کم نہیں۔

پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تو جھکا جب غیر کے آگے، نہ من تیرا نہ تن

اگر ہم عالم اسلام پر نظر ڈالیں تو 57 اسلامی ممالک بالکل 57 قبریں نظر آ رہی ہے اور قبریں نہ کسی کی سن سکتی ہیں اور نہ جواب دے سکتی ہیں۔ آخر افغان طالبان کی جائز حکومت کو تسلیم کرنے میں کیا شے مانع ہے؟ ہاں یہی چیز مانع ہے کہ امریکہ کا دباؤ ہے لیکن اسلامی ممالک کے حکمرانوں کو یاد ہونا چاہیے کہ اگر انہوں نے طالبان کی حکومت کو تسلیم نہ کیا تو سب سے بڑھ کر قوت والی ذات ہے اللہ تعالیٰ کی۔ ذرا تاریخ پر نظر ڈالیں کہ فرعون، نمرود، اور ہامان کا کیا حال ہوا؟ فرعون وقت امریکہ کے ساتھ طالبان نے کیا سلوک کیا۔ اب بھی وقت ہے ذرا سوچ اور اپنی روش تبدیل کریں اور طالبان کی جائز اسلامی حکومت کو تسلیم کریں اس طرح اللہ تعالیٰ کی مدد بھی ہمارے شامل حال ہوجائے گی اور دنیوی واُخروی ذلت سے بچ جائیں گے۔ ان شاء اللہ!

یہ ایک سجدہ جسے تُو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات!

❁❁❁

ضرورت رشتہ

☆ کراچی میں رہائش پذیر (پنجابی ملک) فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 28 سال، قد 5 فٹ 6 انچ، تعلیم ایم فل ایجوکیشن، اسسٹنٹ پروفیسر، کے لیے دینی اور تعلیم یافتہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0333-2107403

☆ کراچی میں رہائش پذیر (پنجابی ملک) فیملی کو اپنے بیٹی، عمر 26 سال، قد 5 فٹ 2 انچ، تعلیم پی ایچ ڈی اسلامک سٹڈیز، کے لیے دینی اور تعلیم یافتہ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0333-2107403

☆ ایبٹ آباد میں رہائش پذیر یوسفزئی پٹھان فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 26 سال، تعلیم ایم ایس سی کیمسٹری، خلع یافتہ کے لیے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ اور نیک لڑکے کا ایبٹ آباد یا لاہور سے رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0306-5242997

☆ ملتان میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، رفیقہ تنظیم اسلامی، عمر 22 سال، تعلیم بی ایس جاری، صوم وصلوٰۃ اور پردہ کی پابند امور خانہ داری میں ماہر کے لیے تنظیم سے منسلک نوجوان کا ملتان سے رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0303-6702771

ماہ رمضان المبارک کے دوران تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام ملک

دورۂ ترجمہ قرآن و خلاصۂ تعلیمات قرآن

کے پروگراموں کی فہرست

دورۂ ترجمہ قرآن، حلقہ لاہور غربی

مسجد بنت کعبہ سمن آباد، لاہور برائے رابطہ:0312-9269265	عطاء الرحمن عارف
قرآن اکیڈمی 36 کے ماڈل ٹاؤن، لاہور	عبداللہ محمود
مرکز دارالاسلام چوہنگ برائے رابطہ:042-35473375-78	خورشید انجم
مریم شادی ہال سکیم موڑ ملتان روڈ لاہور برائے رابطہ:0312-9496070	نثار خان
ہیون سٹار میرج برائے رابطہ:0334-4065859	مجاہد امین
لی گرینڈ مارکی شیخوپورہ	عبدالرؤف

خلاصۂ مضامینِ قرآن، حلقہ لاہور غربی

پرائم میرج ہال ٹاؤن شپ برائے رابطہ:0300-4001093	محمد حماد
مکی مسجد جوہر ٹاؤن لاہور برائے رابطہ:0322-4388933	محمد عظیم
مسجد ابراہیم پنجاب سوسائٹی لاہور	حق نواز
مسجد قباء، مرغزار ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور برائے رابطہ:0300-4585480	اخلاق احمد فاروقی

دورۂ ترجمہ قرآن، حلقہ سرگودھا

مسجد جامع القرآن سرگودھا برائے رابطہ:0300-6056636	مولانا عامر، حافظ زین العابدین، ڈاکٹر عبدالرحمٰن (خلاصہ قرآن)

خلاصۂ مضامینِ قرآن، حلقہ سرگودھا

الصفہ سیوئیر سکول، کینال روڈ، ماڈل ٹاؤن، سرگودھا برائے رابطہ:0306-7293312	محمد گلباز، عبد الرحمٰن، مولانا عامر
مسجد بیت المکرم، پی اے ایف روڈ، میانوالی برائے رابطہ:0332-7722972	نور خان
البرکہ ہال، سول لائن، جوہر آباد برائے رابطہ:0333-6813350	ویڈیو بانی تنظیم

دورۂ ترجمہ قرآن، حلقہ کراچی شمالی

قرآن اکیڈمی یاسین آباد، بلاک 9 ایف بی ایریا کراچی برائے رابطہ:0322-9102094	سید فاروق احمد
رائل پیلس، سیکٹر 11L نارتھ کراچی برائے رابطہ:0321-2688420	عاطف محمود
کاسا منٹو بنکویٹ ہال بلاک L- شیر شاہ سوری روڈ نارتھ ناظم آباد برائے رابطہ:0345-2532673	محمد ارشد
مرحبا بینکوئٹ۔ ناظم آباد نمبر 4 نزد امتیاز سپر اسٹور برائے رابطہ:0321-2458145	مفتی طاہر عبداللہ صدیقی
کنگسٹن انٹرنیشنل اسکول بلمقابل قاذ ولاز فرسٹ ایونیو گولہ گوٹھ نزد بحریہ ٹاؤن برائے رابطہ:0301-8203936	عمران چھاپڑا

خلاصۂ مضامینِ قرآن، حلقہ کراچی شمالی

عرشِ بریں لان SB-164 سیکٹر 4-B نزد 4-K چورنگی سرجانی ٹاؤن کراچی برائے رابطہ:0313-6201064	طارق امیر بیرزادہ

پلاٹ C174 بلاک 6، ایف بی ایریا برائے رابطہ:0321-2051847	شیخ منصور روفی
پلاٹ نمبر 1D-7 سیکٹر 16A بفرزون نزد جیسکول پٹرول پمپ قریب نمک بینک برائے رابطہ:0321-8212276	خرم احمد
امامہ لان سیکٹر 1-، 16 نزد جرمن اسکول و الجنت لان، گلشن بہار اورنگی ٹاؤن کراچی برائے رابطہ:0345-2639452	محمد عمران
علی کیسل میرج لان۔ پلاٹ نمبر C3 سیکٹر D-3 بالمقابل رحمانیہ مسجد، سعید آباد، بلدیہ ٹاؤن برائے رابطہ:0333-2233398	آغا آصف
تابش لان پلاٹ نمبر C-7 سیکٹر X-1 گلشن معمار برائے رابطہ:0337-8416426	وقاص قائم خاص
نارتھ ہل ویولان بلاک R نزد نور جہاں پولیس اسٹیشن نارتھ ناظم آباد کراچی برائے رابطہ:0321-2828052	سیف الرحمٰن
جامع مسجد شادمان ٹاؤن، سیکٹر 14B شادمان ٹاؤن برائے رابطہ:0300-8989711	سہیل صدیقی

دورہ ترجمہ قرآن، حلقہ کراچی جنوبی

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس، اسٹریٹ 34، خیابانِ راحت، ڈیفنس فیز 6 برائے رابطہ:0333-3391020	محمد عامر خان
Quran MarkazDefence,10th C,13th Commercial Street, Phase II Ext, DHA, Karachi برائے رابطہ:0300-2933734	محمد رضوان
ریڈیسن میرج لان KPT، انٹرچینج بالمقابل ایکسٹینشن فیز 7 ڈیفنس، نزد امتیاز سپر مارکیٹ، PSO پٹرول پمپ برائے رابطہ:0300-2961965	عاطف اسلم
ہما لان، نزد جنگ اخبار بلڈنگ وشاہین کمپلیکس، آئی آئی چندریگر روڈ برائے رابطہ:0333-3870773	محمد نعمان
گلستان انیس کلب ، ہل پارک چورنگی ،شہید ملت روڈ برائے رابطہ:0321-9221929	ڈاکٹر محمد الیاس
راج محل لان، متصل چنیوٹ ہسپتال، کورنگی نمبر ڈھائی دورہ ترجمہ قرآن برائے رابطہ:0336-9211177	محمد ہاشم

ملن بینکوئٹ، پلاٹ نمبر 483, 484-B، سیکٹر 35-A زمان ٹاؤن، کورنگی نمبر 4 (شان گرامر اسکول اور سیوی اسکول کے درمیان) برائے رابطہ:0336-2129166	محمد سہیل راؤ
قرآن مرکز لانڈھی، پلاٹ نمبر 861، ایریا 37-D، نزد رضوان سوسائٹی، بابر مارکیٹ، لانڈھی نمبر 2 برائے رابطہ:0300-9251207	شارق عبداللہ علوی

خلاصۂ مضامین قرآن، حلقہ کراچی جنوبی

سیفرون میرج لان، نزد گلف شاپنگ سینٹر، تین تلوار، مین کلفٹن روڈ برائے رابطہ:0333-3367704	نعمان آفتاب
کاشانہ طاہر، پلاٹ نمبر L-42، اسٹریٹ 16، سیکٹر 31-B، KDA نزد حکیم چوک، مسجد سلمان فارسی برائے رابطہ:0313-2551719	توحید خان
The S.I School، پلاٹ نمبر B-383، بھٹائی کالونی، نزد آزاد برگر، کورنگی کراسنگ برائے رابطہ:0333-3215740	ندیم حسین کونڈھر

خلاصۂ مضامین قرآن، حلقہ سکھر

جامع مسجد شاہ پنجو ضلع دادو برائے رابطہ:0345-5255100	احمد صادق سومرو
مرکز تنظیم اسلامی حلقہ سکھر برائے رابطہ:071-5807281	حافظ ثناء اللہ
I.B.A جامع مسجد ائیر پورٹ روڈ سکھر برائے رابطہ:0302-3137718	ڈاکٹر خالد شفیع
گلیکسی ہال سکھر ”متوقع“ برائے رابطہ:0333-7146816	بانی محترمؒ کی ویڈیو
جوہر ٹاؤن صادق آباد (سٹی) برائے رابطہ:0332-7294618	
ڈیرہ گوجران منٹھار روڈ رحیم یار خان برائے رابطہ:0321-6776902	

What You Should Really Know About Ukraine

T Russia started a ‘special operation’ in Ukraine in the early hours on Thursday 24 February 2022, Moscow Time.Let us recap the events that led up to this event.

The US and NATO created this crisis because they tossed aside the reasonable demands of the Russian Federation in two draft treaties submitted on December 21, 2021. One of the key demands was for a neutral Ukraine and a binding pledge that it would never join NATO.

For his part, Ukrainian President Zelensky dismissed the Minsk Protocols, which was the only formula to solve the impasse over the breakaway republics in Donetsk and Luhansk. The Minsk Protocols required the Ukrainian government to negotiate with the breakaway region concerning the restoration of its previous autonomy as well as language and cultural rights, prior to the Maidan coup in 2014.

In February 2014, a coup overthrew the Ukrainian government which came to power in an election certified by the OSCE (Organization for Security and Cooperation). The president, Viktor Yanukovich, was forced to flee for his life. This situation was presciently analyzed at the time by Seumas Milne who wrote, “The attempt to lever Kiev into the western camp by ousting an elected leader made conflict certain. It could be a threat to us all.”

The coup was promoted by United States officials. Neo-conservatives such as Victoria Nuland and John McCain actively supported the protests. As confirmed in a secretly recorded phone call, Nuland determined the post-coup composition weeks in advance. Later, Nuland bragged they spent $5 billion in this campaign over two decades. Before the coup was “midwifed”, Nuland forcefully rejected a likely European compromise agreement which would have led to a compromise government. “F*** the EU!”, she said. Nuland managed the coup but Vice President Biden was overall in charge. As Nuland says in the phone call, Biden would give the ultimate “atta boy” to the coup leaders. Subsequently, Joe Biden’s son personally benefited from the coup. Victoria Nuland has even more power now as the Under Secretary of State for Political Affairs. Secret US forces such as the Central Intelligence Agency must also be involved.

The secession of Crimea, Donetsk and Luhansk are a direct result of the 2014 coup. In Crimea, a referendum vote was rapidly organized. With 83% turnout and 97% voting in favor, Crimeans decided to secede from Ukraine and re-unify with Russia.

In the provinces of Luhansk and Donetsk on the border with Russia, the majority of the population speaks Russian and had no hostility to Russia. The Kiev coup regime was hostile and enacting policies they vehemently disagreed with. In spring 2014, the Luhansk and Donetsk Peoples Republics declared their independence from the Kiev regime.

The Minsk Agreements of 2014 and 2015 were signed by Ukraine, Ukrainian rebels, Russia and other European authorities. They were designed to stop the bloodshed in eastern Ukraine and retain the territorial integrity of Ukraine while granting a measure of autonomy to Luhansk and Donetsk. These agreements were later rebuffed by the Kiev government

agreements were later rebuffed by the Kiev government and Washington. This left the Russian-speaking people of the Donbass alone to suffer the increasing military onslaught of a Ukrainian government, riddled with neo-Nazi parties, egged on by Western arms and money. This led to the decision by Russia on 21 February 2022 to recognize the Peoples Republics of Donetsk (DPR) and Luhansk (LPR).
All of the above are the festering sores of three decades of betrayal by the US and NATO of their pledges in the early 1990's to Gorbachev, the last Soviet president, that NATO wouldn't expand "one inch eastward" of a reunited Germany.
However, in the past thirty years, rather than dissolving itself (because it was set up to protect North Atlantic countries from the alleged danger of communism), NATO expanded 800 km. to the east, and admitted fourteen states which had been broken away from the former Soviet Union or were former members of the Warsaw Pact. Western military and naval forces were stationed in these new NATO member countries and NATO installed missile systems and held massive drills close to Russia's diminished borders. Clearly, the US plan was for its aggressive military alliance, NATO, to expand right up to all of Russia's border with a view to further dismembering Russia and consolidating US hegemony over the entire European continent.
Russia, in its desire to protect the people of the Donbass Region, decided to recognize their governments and to create a demilitarized zone in the rest of Ukraine.
The Russian 'military operation' in Ukraine ensued…

__Source__: ***An article by Bryce Greene published in FAIR***

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(21 فروری تا یکم مارچ 2022ء)

سوموار (21 فروری) کو مرکزی اسرہ کے اجلاس میں شرکت کی اور شام کو کراچی تشریف لے گئے۔

بدھ (23 فروری) رات کو اسلام آباد جانا ہوا۔ وہاں پر 24 فروری 2022ء کو علم فاؤنڈیشن کے قرآنی نصاب کے سلسلہ میں کافی ملاقاتیں ہوئیں۔ بعد ازاں کراچی واپسی ہوئی۔

ہفتہ (26 فروری) کو پنجاب شمالی کے دورے پر اسلام آباد کے لیے روانگی ہوئی۔ وہاں پر شام کو ''مشرق'' اور ''آج'' اخبار کے نمائندہ ڈاکٹر اشرف علی خان کو انٹرویو دیا اور ان سے تفصیلی ملاقات کی۔ بعد ازاں انہوں نے بیعت بھی کی۔ بعد نماز عشاء مسجد گلزار قائد میں حیاء مہم کے حوالے سے ''اسلامی معاشرت پر دجالی تہذیب کا حملہ'' کے عنوان سے عوامی خطاب فرمایا۔ بعد ازاں کچھ احباب سے ملاقات کی۔

اتوار (27 فروری) کو مسجد گلزار قائد میں بعد نماز فجر مختصر درس قرآن ہوا۔ پھر حلقہ کے رفقاء اور ذمہ داران سے ملاقاتیں ہوئیں۔ رفقاء سے تعارف، سوال وجواب کی نشست اور بیعت مسنونہ کے بعد گفتگو کی۔ اسلام آباد میں آبپارہ چوک کے مقام پر حیاء مہم کے حوالے سے دونوں حلقوں کے مشترکہ مظاہرہ میں شرکت کی اور خطاب کیا۔ بعد نماز عصر جیو نیوز کے نمائندہ کو انٹرویو دیا۔ بعد نماز مغرب حلقہ پنجاب شمالی کے دفتر میں ڈاکٹرز اور دیگر احباب سے ملاقات کی اور سوال وجواب ہوئے۔

پیر (28 فروری) کو صبح گورنمنٹ کالج اصغر مال میں ''قرآن اور ہم'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ بعد ازاں مرکز حلقہ میں اساس اخبار کے لیے انٹرویو بھی دیا۔ انصار عباسی ملاقات کے لیے تشریف لائے، ان سے بڑی مفید ملاقات ہوئی۔ انہوں نے عمران خان کے بارے میں بتایا کہ وہ دینی لوگوں سے تعاون کا خواہاں ہے۔ انھوں نے کہا کہ مشترکات پر آواز بلند کرنی چاہیے۔ بعد ازاں طے شدہ ملاقات کے حوالہ سے مفتی نور محمد تشریف لائے۔ انہوں نے بانیؒ محترم اور تنظیم کی بہت تعریف کی اور کہا کہ علماء سے ربط وضبط کے لیے رابطہ رکھیں۔ ایٹمی سائنسدان ڈاکٹر محمد فاروق سے ان کی شدید خواہش پر ملاقات کی۔ شام کو جماعت اسلامی کے دفتر میں ان کے وکلاء سے وفاقی شرعی عدالت میں انسداد سود کیس (جس کی اگلے روز تاریخ تھی) کے حوالے سے ملاقات رہی۔

منگل (یکم مارچ) کو یونس قصوری اور تنظیم کے ذمہ داران کے ہمراہ وفاقی شرعی عدالت میں پیش ہوئے اور اس حوالے سے کچھ گفتگو کی۔ شام کو لاہور واپسی ہوئی۔

نائب امیر صاحب سے تنظیمی امور کے حوالے سے مسلسل رابطہ رہا۔

Vol. 31 Regd. C.P.L NO. 114 No.11

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore